

تشیخ برہان



حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

قمر سیالوی روڈ
گجرات
053-3526083
0300-9626100

پرائیویٹ
ہوسٹل

شمیر بے نیام

اردو ترجمہ

تنغ برہنہ

حسب الارشاد

رہبر شریعت و طریقت معدن معرفت سیاح لاہوت
عالی قدر والا مرتبت حضرت سیدنا و مرشدنا سید

رسول شاہ خاکی دامت برکاتہم العالی

سلطان بعثت افین برہان الوابین حضرت سلطان باہو

مترجم

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میر والی)

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اردو بازار، لاہور 7352795

پروگریسو بکس

جُمْلہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر _____ یوہداری علام رسول

پرنٹرز _____ اسلم عصمت پرنٹرز

مصنف _____ حضرت سلطان باہو

اشاعتِ بار اول _____ یکم ستمبر ۱۹۹۲

قیمت _____ 25 روپے

ملنے کے لیے

• پروگریوٹو بکس • یوسف مارکیٹ • غزنی سٹریٹ
اُردو بازار • لاہور

• پروگریوٹو بکس • فیصل مسجد • اسلام آباد

• اسلام بک ڈپو • ۱۲ گنج بخش روڈ • لاہور



اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر گروہ کو اپنے ایسے بندوں سے توقیر و عزت فراہم کی جو اس کی احدیت و صمدیت کے لیے اپنی عبودیت صادقہ کے عملی نمونے بن کر اس طرح اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں کہ اپنی خداداد سیدگی اور بندگی سے متصف کردار و عمل کی عہد سازی و عصر پروردی کا حسن متعلقہ تمام لطافتوں کے ساتھ نمایاں ہو۔ عامۃ المسلمین میں ایسے ہی بندوں کا وجود رجوع الی اللہ کا تحرکی ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور انسانی فطرت کے مطابق شریعت نے آدابِ حیات متعین کر دیئے ہیں لیکن ہر شخص اپنی آزاد حیثیت میں ان آدابِ حیات کی پابجائی میں اپنے تمام فرائض کماحقہ ادا نہیں کر پاتا یا قاصر العملی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ سیرت و کردار کے رُخ سے ایسے قادر و اکمل افراد پیدا فرمادیتا ہے جن کی حیاتِ عمل سے پھوٹنے والی ضیاء پاش کر نہیں اپنے ماحول، معاشرے اور عہد کو اس طرح منور کر دیتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دلوں میں از خود ان سے انجذابِ نور کی تحریک پیدا ہو جائے۔ اہل اللہ، مومنین من اللہ، اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور علمائے حق ایسے ہی مصادیقِ نور بن کر عامۃ المسلمین کو عرفان و معرفت کا نور عطا کرتے ہوئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے محکم لینے کی دعوت عام کرتے ہیں۔ بڑے صغیر پاک و ہند میں سندھ کو دارالسلام ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ ملتان کو پنجاب کی مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ قطب الدین ایبک نے لاہور کو پہلی مرتبہ مسلمانوں کا مرکز اقتدار بنایا۔ یہی سبب ہے کہ بڑے صغیر کے اولیاء و صوفیاء کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو سندھ اور پنجاب سب سے پہلے ان کے نقوش قدم کی خوشنماہیوں سے آبرو مند نظر آتے ہیں۔ کشمیر، وسطی ہند اور جنوبی ہند کو یہ سعادتیں

بعد کے ادوار میں نصیب ہوئیں۔ کہیں مسلمانوں کے اقتدار سے پہلے ایسے خدا آشناؤں کا محترم وجود ضیاءِ پاش نظر آتا ہے اور کہیں مسلمان اقتدار اور مسلمان معاشرہ کا قیام ان کی پیش رفت کا حوالہ ثابت ہوتا ہے۔

بیشتر مغربی افکار و نظریات کے رسیا اس حقیقت سے نابلد نظر آتے ہیں کہ مسلم اکابر نے فکر و نظر کی فضا میں جو تقدم اختیار کیا وہ عصری و زمانی قید سے آزاد ہے۔ اس کی معنویت آج بھی اتنی ہی وسعتوں کی حامل ہے جتنی وسعتوں کا ہمارا دور مقتضی ہے۔ ایسی شخصیتوں نے غیر مسلم اقتدار کے زمانے میں بھی اپنی علمی فتوحات اور آداب حیات کی تہذیب و تظہیر کی خدمات کا تسلسل قائم رکھا۔ ان کے افکار و نظریات نے ان کی حیاتِ عمل کی ہی طرح وہ تبلیغی و تحریکی طرز و انداز اپنایا جس نے ان کے ماحول کی غیر مسلم اقدار کو مشرف بہ ایمان کیا اور ان علاقوں میں بھی جن کی جغرافیائی حدود میں کوئی اسلام کا نام لیوانہ تھا بارگاہِ ایزدی میں سبدہ ریزوں کی صفیں آراستہ کرادیں۔ بنیادی صورت میں ہمیں اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وجود مکرم خدا شنائی کی نسبتوں کے ساتھ متعارف ہوا۔ پنجاب کا ماحول کیا تھا۔ مسلمانوں کی جغرافیائی حدود کیا تھیں۔ ان کے معاشرتی حدودِ حال کیسے تھے۔ ان کی تعداد کتنی تھی۔ ان کا علمی تفوق کیسا تھا اور سیرت و کردار کے اوصاف کیا تھے۔ اپنے دور کی مقتضیات پر ان کی دور بین نگاہوں کی فطری گرفت کیسی تھی اور ان کی صفات کا دائرہ کتنا وسیع تھا۔

صوفیائے کرام نے اپنی خدمات کا دائرہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھا۔ سیرت و کردار کی نور پاشیوں سے غیر مسلموں کی تالیفِ قلب کا فرض بھی ادا کیا۔ انھیں اسلام کی روشنی دکھائی۔ قرآن کی معنویت کجھائی اور حق پسند و بانمیر غیر مسلموں کو اس طرح مشرف اسلام کیا کہ وہ خود اور آگے چل کر ان کی نسلیں مسلم قیادت کا بار اٹھانے

کا اہل ثابت ہوں۔

اسلامی تاریخ کے جس عہد، جس خطہ ارض اور جس باب کا جائزہ لیا جائے خلفاء یا ملوک و سلاطین کے ادوار کی مقتدرانہ تفصیلات کے علاوہ اولیاء و صوفیاء اور علماء و فضلاء کی چکاچوند پیدا کرنے والی ہمہ نوسیرت و عمل کی عالمتاب روشنیوں کے دھارے بھی نظر آئیں گے۔ جن کی عصری قلمزم صفتی نے مسلمانوں کی حیاتِ عمل کو اپنی حیاتِ عمل کی توانا قیادتوں سے مسلم تاریخ میں آبرو مند بنایا۔ ایسی شخصیتیں اپنے اپنے قدر میں ہمیشہ تاج و تخت کے تمتعات اور اقتدار و اختیار کی مراعات سے گریز و پرہیز کی عادی رہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ سلاطین و ملوک سے کہیں زیادہ اپنے معاصر مسلمانوں کے دلوں پر انھیں کی غیر متزلزل حکومت قائم رہی اور ان کے بعد بھی صدی بعد صدی انہیں کے ناموں کا سکہ چلتا رہا۔ ایسی شخصیتوں کا انہماک فکر، استقرارِ عمل، حُسنِ تکلم و خطاب اور زورِ قلم عرفان و آگہی اور دانش و حکمت کے نہ بچھنے اور نہ بھانٹے جاسکنے والے دینے روشن کرتا چلا گیا۔ جن کی تصانیف دنیا کی نگاہوں میں نہ آسکیں۔ ان کے ملفوظات، ارشادات اور فرمودات کے دفاتر مصادرِ علم و عرفان ثابت ہوئے۔ تاریخ نے جب کبھی مسلمانوں کو زوالِ آبادگی کے صدموں سے دوچار کیا۔ ان علمی ذخائر سے غیر استفادہ کرتے نظر آئے یا کم از کم اپنے دور کے قاصرِ عمل، محکوم اور اغیار پسند مسلمانوں کو ان ذخائر تک رسائی سے محروم رکھا اور اس طرح ان عرفان و آگہی کے ذخائر کو اپنی تحویل میں لیا کہ وہ آج بھی مسلمانوں کی دسترس میں نہیں ہیں۔ بد قسمتی کا یہ عالم ہے کہ بیشتر دانشور قرار دینے والے مسلمان اپنے تمام تر زعمِ علم کے باوجود غیر مسلموں کے جن افکار و نظریات کو اپنائے بیٹھے ہیں۔ ان کے متعلق اس تاریخی صداقت سے بے خبر ہیں کہ آخر وہ کن حدوں تک مسلم اکابر کی علمی فتوحات سے ماخوذ و مستنبط ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سلطان العارفین سے ملقب ہیں۔ نام سید احمد سلطان ہے۔ سلطان باہو عوام الناس میں حضرت باہو کہلاتے ہیں۔ قدیم اعوان قبیلے سے تعلق ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت بابو محمد ہندوستان کے مغل شہنشاہ شاہ جہان کے منصب دار اور دہلی کے متمکن تھے۔ تاجدار ہند کی ملازمت و قربت کے باوجود حاصل سنت اور اتقان مش رہے۔ لڑکپن کی عمر تک حفظ قرآن کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ متداولہ علوم کی طرف رجوع کیا اور عالم و فقیہ بنے۔ شاہ جہان نے ان کی خدمات سے خوش ہو کر بصورت انعام شود کوٹ (جھنگ) میں قہرگان گاؤں اور پچاس ہزار بیگھے زمین عنایت کی۔ جس نے حصول معاش کی زحمتوں سے بچایا اور نسل در نسل فراخی رزق کی راہیں کھل گئیں۔ شہنشاہ کی اسی عنایت کا نتیجہ تھا کہ اس فاندان کے افراد نے تسلسل و تواتر سے جھنگ اور اس کے مضافات میں دین و مذہب کی خدمات انجام دیں اور پنجاب کے رومان پدرا ماحول میں تصوف و طریقت کے فروغ کا فرض ادا کیا۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ سلاطین و ملوک نے اپنے اپنے عہد اقتدار میں اہل اللہ صوفیاء اور دیگر ارباب فضل و کمال کی خدمات میں بالعموم کوتاہی نہیں کی۔ ان فقر نشوں سے قطع نظر جو تمام عمر دنیا سبزیاری اور عالم گریزی کے قرینے اپنائے رہے یا حصول معاش کی زحمتوں سے بے نیاز رہے۔ عموماً مسلم نامدگان اقتدار نے عزت گزین و غلوت نشین فقراء و اولیاء کی زنجیر در کھٹکھٹائی۔ ان سے دعاؤں کی خواستگاری کی۔ ہدایات اور نصیحتیں حاصل کیں۔ غرض ان بوریہ نشینوں کی خدمت میں سوالی بن کر مانزی دی۔ جو ان کی عطا و عنایت پر ناراض ہوئے۔ ان کی نارضا مندی کے صدے جیسے۔ جن ارباب فقر نے تحائف اور نذرانوں سے بے نیازی برتی۔ ان کی غلو توں سے دل خستہ و رنجور اٹھے۔ جس طرح علمائے حق اپنی عزیمتوں اور عظمتوں کے حوالوں سے پہچانے گئے۔ اسی طرح اولیائے حق نے بھی اپنے دامن صبر و توکل، مزاج استغناء،

طبیع تحمل، خوشے استقرار و استقامت اور فقر پسندی کو بہ تقاضائے مشیت کبھی آلودہ و رسوا نہیں کیا۔ دنیا سے بیزاری اختیار کی اور ہمیشہ راضی بہ رضا رہے۔ دربار داری پسند کی نہ شاہی مسندوں کی عاشیہ برداری پر آمادہ نظر آئے۔ بعض مستجاب الدعوات خدایسیدوں نے اپنے عہد کی مقتدر شخصیتوں کے مسائل حل کروائے ان کی عذاب ناک مشکلات رفع کروائیں اور تاریخی فتوحات کی سعادتوں سے بہرہ مند کیا۔ یہ الگ موضوع ہے کہ بعض خاندانوں میں آبا و اجداد کی خدایسیدگی آئندہ نسلوں نے دنیا طلبی اور متمتع یابی کا وسیلہ بنالی اور اپنے بزرگوں کے زہد و اتقا کو اپنی دنیا ساری کا عنوان بنایا۔ اہل اللہ کے ایسے خاندان بھی متعارف ہوئے جو نسل در نسل قرب الہی کی نعمتوں سے مستفاد رہے۔ غرض بیشتر سربراہوں اور مسلم کچھلاہوں نے اپنا دینی و اخلاقی فریضہ جان کر بزرگانِ عمر کے تبلیغی اور متصوفانہ کردار میں داسے ورے یا قلمی سخنے اپنا حق ادا کرنا ضروری سمجھا۔

آپ کی ولادت باسعادت شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت میں ہوئی۔ سال پیدائش ۱۰۳۹ھ ہے۔ شورکوٹ (جننگ) آپ کا موکد ہے۔ یہیں متوطن ہوئے اور یہیں تدفین عمل میں آئی۔ خاندان اور قرب و جوار کے افراد نے بچپن میں ہی سلطان باہو کے رو بہ ولایت ہونے کا اندازہ لگا لیا تھا۔ مروجہ تعلیم کے حصول کا زمانہ بھی شورکوٹ میں ہی گذرا۔ وہیں باطنی علوم کی تحصیل کا مذاق پر وان چڑھا۔ ولایت یا خدایسیدگی درسگاہوں اور جامعات کی اسناد سے میسر نہیں آتی۔ یہ منصب اکتسابی نہیں وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ، اپنی مشیت و رضا کے مطابق جسے چاہتا ہے اس منصب کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ کچھ شخصیتوں کو نوخیزی و نو عمری سے ہی اس منصب کی متعلقہ سعادتیں انعام فرمادی جاتی ہیں اور کچھ اصحاب کو صریف و مقابل گزشتہ دوروں سے پے پے نبرد آزمائی کے بعد منصب ولایت پر فائز المرامی

کامستحق گردانا جاتا ہے۔ سلطان باہو کو ماحول نے بھی تو ریٹی اوصافِ حسنہ سے ممیز کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے نوشتہ قسمت میں اپنی محبت اور توقیرِ زمانہ رقم کر دی۔ اسی دوسری خوش نصیبی کے سبب سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے نہباب کی مسزہ و آناستہ صنفوں میں نمایاں ہوئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس طرح نوازا کہ ان کے ارادت مند اور وابستگانِ محبت آج تمام جغرافیائی حدود سے آزادانہ کی تکرم و توقیر کے نعرہ زن ہیں۔

سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان شخصیتوں میں شامل نہیں جو کبھی اپنے حصارِ ذات سے باہر نہیں جھانک سکتیں۔ صرف اپنے لیے بیدار ہوتی ہیں۔ اپنے لیے تمتعات کی شیدا ہوتی ہیں۔ اپنے وجود کا اشتہار بن کر ہویدا ہوتی ہیں اور صرف اپنے لیے زندہ رہتی ہیں۔ عموماً ہر زمانے کا معاشرہ ایسی ہی بیشتر شخصیتوں سے وجود میں آتا ہے۔ اللہ والوں کی زندگی اس کے برعکس اپنے وجود اپنی ذات اور اپنی شخصی منفعاتوں سے بے نیاز گذرتی ہے۔ ایسے پاک و مسزہ افرادِ حُبِ النبی اور حُبِ رسولِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساداتوں سے ممیز و مشرف ہو کر اپنے ماحول کو معرفتِ حق اور تنویرِ حق سے منور کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسی شخصیتیں خدا آشنائی کا حوالہ بن کر اتباعِ رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیرونی سنت کے صادق جذبوں سے اپنی حیات و سیرت کو اپنے ماحول اپنے معاشرے اور اپنے زمانے کے لیے حسنِ عمل کا آئینہ بنا کر خاموش مبلغ ثابت ہوتی ہیں۔ اپنے وجود اور اپنے کردار کو نافع دوراں بنا دیتی ہیں۔ دوسروں کے لیے دست بہ دعا اور دوسروں کے لیے دُعا بہ لب ہوتی ہیں۔ عصری تمتعات سے بے نیاز اپنی ذات کے لیے راحت و آرام سے بے پرواہ اور دنیا طلبی کی رغبتوں سے گریز و پرہیز کے ساتھ ہر دیدہ بینا کے لیے تقریبِ النبی کا حوالہ بن جاتی ہیں۔ نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی جاری و ساری صد اقتوں کا دوامی اثبات عام کرتی جاتی ہیں۔ محبت رسول انہیں امت رسول کی عاقبت بخیری کے لیے مصدرِ فوز و فلاح بنا دیتا ہے۔ دنیا ان کی تحریک و دھڑکاؤں پر صلا کرتی ہوئی رجوع الی اللہ کی منزلیں طے کرتی چلی جاتی ہے۔ ان کی خداداد صلاحیتیں خدا شنائی کی فضا تعمیر کرتی ہیں۔ ان کی روحانی قوتیں عصری منفعت و بہبود کے لیے کار کشا ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی شفقت و محبت کا پھنکار خلق و مرآت کے خنک سائے دواز رکھتا ہے تاکہ مردِ زمانہ کی چلچلاتی ہوئی دھوپ اپنی تمازتوں کے ناقابل برداشت زاویے سمیٹ لے اور وابستگانِ اخلاص کے لیے عافیت کا عملی تیقن خوش بخشی کی نوید بن جائے۔ دراندہ و پریشاں حال سکون و طماننت اور دلوں پر نزول کیکنے کا ذاتی مشاہدہ کر سکیں۔ ذاتِ الہی پر یقین و اعتماد کا استقرار و استحکام ایمان کو راسخ و کامل اور غیر متذبذب و غیر متزلزل بنا دے۔ اللہ والے اپنے وجود سے اسی لیے ہمارے درمیان بے یقینی کا ہر جھکڑ صاف کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر دور میں تاریخ یہ ثابت کرتی رہی کہ اولیاء و اصفیاء کے بے لوث کردار نے اپنی ایمانی قوتوں سے غیر مسلموں کے لیے بھی ایسے مقناطیسی دائرے بن دیئے ہیں جن کی ناقابل تریخ کشش نے ان گنت قوموں، قبیلوں، ذاتوں اور گوتوں کے لیے ایمان و اسلام کو سہل الحصول بنا دیا۔ سیرت مقدسہ کی نسبت جاریہ سے تالیفِ قلب کی صلاحیتیں بروئے کار لے آئے اور دامنِ اسلام کو بے انداز و مستوں سے آراستہ کرتے چلے گئے۔ تنہا بڑے صغیر میں اکھٹے جتنے مسلمان آج موجود ہیں قرونِ اولیٰ میں جزیرہ نمائے عرب کی پوری آبادی اس کا عشرِ عشر بھی نہ تھی بلکہ آج بھی کوئی عددی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ فیضانِ رسول کی ابدیت کا ہی ایک عالمگیر پہلو ہے کہ عاشقانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمہ وقت منحصلاً خدمتوں نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے جغرافیائی قید و بند سے آزاد کر دیا۔ جو خدمت شہداء اور مجاہدین کی سرکشی نے مہار بوں اور جملوں میں انجام دی وہی

خدمتِ اویاد و صوفیاء شہروں کے پُرامن ماحول میں سیرت و کردار کی برقی لہروں سے بجلائے اور فروغِ اسلام کے لیے صحتِ عمل کی پاسداری کا فرض انجام دیا۔

مغلوں کی تاریخ ہندوستان میں عجیب و غریب صورتِ حال سے متعارف کرائی ہے۔ تاریخِ اسلام کا ہر باب یوں تو باہمی مناقشات کی تفصیلات سے آزرہ کرتا نظر آتا ہے لیکن بڑے صغیر کی تاریخ جہاں مغلوں کے ہر شخصِ اقتدار کا نقطہ آغاز جنگ و جدال کی صورت میں نشان زد کرتی نظر آتی ہے۔ وہیں بدقسمتی سے ہر اقتدار کے فلتے پر افرادِ فاندان بکہ براہِ راست بھائیوں میں بھی جدال و قتال کے افسانے مرتب کرتی چلی جاتی ہے۔ نصیر الدین ہمایوں کے چودہ برس ملکِ بدری میں گزرے

شاہ جہان کو جیتے جی مسندِ اقتدار سے معزول ہونا پڑا۔ غرض تسلسلِ اقتدار میں حالات کی یہی سنگینی عدم استحکام کا باعث بنی۔ ورنہ آج صورتِ حال مختلف ہوتی۔ انگریز تاجروں کو سازشوں کے ذریعے اقتدار کا فائق میترن آتا۔ مسلمان پاکستان کا مطالبہ نہ کرتے۔ ہندو مسلم اقتدار سے اپنے لیے کمی گورنمنٹ میں علیحدہ ریاست کی بھیک مانگ رہے ہوتے۔ یہ سارا تصور دشمنوں کی منافقانہ سازشوں کا نہیں کہ وہ تو پیدا ہی اس کام کے لیے ہوئے ہیں۔ اصل تصور دارِ صرف مسلمان ہیں۔ جنگِ جبل سے کوئی سبق سیکھا۔ جنگِ صفین سے اور تو اور سانحہ کر بلا نے بھی آنکھیں نہیں کھولیں اور مسلمان قوم کی تقریباً ہر سیادت و قیادت نے مسند و منصب کے حصول کی خاطر اسلام دشمنوں سے معاف تھے کیے اور باہمی جدال و قتال کو اپنی عادتِ اولیٰ بنا لیا۔ تاریخ کی ان مدوح فرسا حقیقتوں نے اسلام کو بیخِ دین سے اکھاڑ پھینکا ہوتا۔ اگر حسین پیدائش ہوتے! شہدائے اسلام نے اپنی جانیں لگا کر فریضے کی سپردہ کی ہوتیں! اگر اویاد و صوفیاء کے ناقابلِ خرید ضمیروں سے چھوٹنے والی روشنی کا وجود نہ ہوتا! اگر یہ پاک نفوس دعوتِ اسلام کے لیے اپنے وجود اور اپنی حیات و سیرت کو اسلام کی

دعوتِ صادقہ کے لیے اسلام کا بذاتِ خود عملی نمونہ بنانے رکھنے کے علاوہ نہ ہوتے۔ یہ فقر
منش، بوریہ نشین، عزت گزین، بے لوث، مخلص اور خدارسیدہ افراد اللہ کی رحمت
بن کر ظہور نہ فرماتے! مغلوں کی تلوار نے اپنے صدیوں پر محیط زمانہ اقتدار میں کسی
ایک مسلمان کا بھی اضافہ نہیں کیا۔ وہ اولیائے کرام ہی تھے جن کے رشد و ہدایت
کی برکتوں نے اسلام کی عظمتوں اور اسلام کی عزیمتوں کا سر بھی ختم نہ ہونے دیا۔ اعلیٰ
کلمۃ الحق کے لیے انہیں مقدس و محترم شخصیتوں نے اپنی صدق بیابانوں کے
آبدار جوہر ٹپکاٹے۔ اولیاء و صوفیاء کا تسلسل صرف ماضی کی تاریخ کا حصہ نہیں۔ آج
بھی معاشرے میں ایسی ہی ڈھکی چھپی شخصیتوں کے وجود سے مسلمانوں کا بھرم قائم ہے۔
آئندہ بھی تاقیامت ایسی ہی خدارسیدہ شخصیتیں اسلام کی حقیقی علم داری کا حق ادا کرتی
رہیں گی۔

سلطان باہو اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں پیدا ہوئے مغل حکمرانوں
میں صرف دو شہنشاہ ایسے گذرے ہیں جنہیں الگ الگ ذاتی اقتدار کی نصف
صدی میسر آئی۔ جلال الدین اکبر کے بعد یہ طویل دورانیہ اورنگ زیب عالمگیر
کو نصیب ہوا۔ اکبر اپنی بذختی اور جہالت کے سبب اسلام دشمن سوچ رکھنے والے
حواریوں کا آلہ کار بن کر بے شمار بدعتوں کی طرح ڈال گیا۔ حتیٰ کہ درشنی پوجا
اور دین الہی جیسے اسلام کش نظریات کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہوا۔ آخر
قدرت کو شیخ سرہند حضرت مجدد الف ثانی جیسی موحد شخصیت پیدا کرنی پڑی۔
اورنگ زیب نے اسلام کے راستے میں اکبر کے بچھائے ہوئے کانٹے اپنے پلکوں
سے چن لیے لیکن زہر اتنا سرایت کر چکا تھا کہ تمام زہرناکی ختم نہ کی جاسکی۔ بلکہ
سیاسی انتقام کے سلسلے میں اورنگ زیب کی مضبوط گرفت کا ردِ عمل بن کر اس کی
رحلت کے بعد مغل حکومت کے خاتمے کی منافقانہ سازشیں بروئے کار لائیں گئیں۔

جن میں نو آمدہ موقع پر پرست انگریز تاجر بھی شریک ہوئے اور قسمت آنا شاطرا نہ چالوں سے ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔

اوزنگ زیب نے تصوف و طریقت کے نام لیوا مصنوعی دکانداروں کی تمام دکانیں بند کروادیں اور شریعت کے نفاذ کی خاطر سخت رویہ اختیار کیا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اوزنگ زیب کو سچے اولیائے کرام کی شناخت کا وصف عطا فرمایا تھا۔ حیاتِ اوزنگ زیب کا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ جہاں اُسے فی الواقع کسی ولی کامل کی خبر ملی۔ وہ تیر کی طرح پہنچا۔ وہ پاپیادہ اور پابہنہ بھی اکثر اولیائے کرام کی خدمت میں حاضری دیتا رہا اور یوں تاج و تخت، قبائے سلطانی اور سہمگیر حکمرانی کی عزتیں بڑھائیں۔ یہ دور علمائے حق اور اولیائے حق کی سچی تعظیم و توقیر کے حوالے سے تاریخی اختصاص رکھتا ہے۔ اس دور کے اولیاء اور علمائے کرام نے تصوف و طریقت کے حقیقی آداب کا میلان عام کیا۔ سلطان باہو کو بھی مغل تاریخ کا یہی پرسکون زمانہ میسر آیا اور پنجاب کے مسلمانوں کو دیگر معاصر اولیائے کرام کی طرح اسلام کی عملی پیروی کا راستہ بھایا۔

اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ صرف توجہاتِ نظر اور مستجاب الدعواتی کے لیے ہی مسمور نہیں فرماتا۔ انہیں وہ علم عطا فرماتا ہے جو ان کے معاصر علماء کے ہاتھ نہیں آتا۔ یہی سبب ہے کہ ہم اولیائے کرام کے افکار و نظریات، ارشادات، فرمودات، مکتوبات، ملفوظات اور تصانیف کے ذخائر میں جواہر معانی کے مواجِ قلزم طوفان بہ کسار دیکھتے ہیں۔

سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سابق اولیائے کرام اور صالحین والا بتار کی روایتِ صالح کو اپنایا اور اپنے عہد کی مردجہ زبان، فارسی میں بعض محققین کی رائے کے مطابق، بعض آراء کے مطابق تقریباً ایک سو پچاس کتابیں تصنیف کیں۔ اب تک جو کتابیں دریافت کی جا چکی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- | | |
|----------------------------|----------------------|
| ۱. عقل بیدار کبیر | ۲. عقل بیدار صغیر |
| ۲. مجاہدۃ النبی | ۳. محبت الاسرار |
| ۵. کلید التوحید کبیر | ۶. کلید التوحید خورد |
| ۷. عین الفقر کبیر | ۸. عین الفقر صغیر |
| ۹. تیغ برہمنہ | ۱۰. محکم الفقر کبیر |
| ۱۱. اسرار قادری | ۱۲. مجموع الفضل |
| ۱۳. توفیق الہدایت | ۱۴. محکم الفقر صغیر |
| ۱۵. رسالہ روحی اور نگہ زیب | ۱۶. شمس العارفین |
| ۱۶. فضل اللقار | ۱۸. قسرب دیدار |
| ۱۹. امیر اکوئین | ۲۰. دیوان باہو فارسی |
| ۲۱. مفتاح العاشقین | ۲۲. نور الہدی |
| ۲۳. ابیات باہو پنجابی | ۲۴. حجتہ الاسرار |

بعض تذکرہ نگاروں نے سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اردو دیوان کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لیکن پنجابی اشعار کی طرح اردو اشعار کا انتخاب شائع نہیں کیا۔ حالانکہ ان کا دیوان اردو میری نظر سے نہیں گزرا۔ جس دن ہاتھ آیا۔ اُس پر اُن کی معاصرانہ اردو شاعری کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے قلم اٹھاؤں گا۔ اس طرح عہد عالمگیری میں پنجاب کی مردجہ اردو کا تحقیقی جائزہ آسان ہو جائے گا۔ والد چونکہ دہلی سے شور کوٹ منتقل ہو گئے تھے اس لیے اغلب امکان یہی ہے کہ دورانِ فنا نے اس دور کے دہلی میں رائج اردو زبان مستعمل رہی۔ اس طرح فروغِ اردو میں اردو زبان کے شعرائے پنجاب کا تسلسل واضح تر صورت میں سامنے آسکتا ہے۔

سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پنجاب کے ارادت مندوں نے بڑی کثرت کے ساتھ ان کے پنجابی دیوان کے حوالے سے پڑھا سمجھا اور اُسی پر اکتفا کیا۔ عام طور پر لوگ یہ

نہیں جانتے کہ سلطان باہو کے خزانہ فکر و نظر صرف ایک پنجابی دیوان تک محدود نہیں۔ ابھی تک باضابطہ صورت میں ان کی تمام دستیاب تصانیف کا تجزیاتی مطالعہ اس طرح پیش نہیں کیا گیا کہ سلطان باہو کی علمی خدمات کا مکمل احاطہ ممکن ہو جائے۔ اس دور میں طباعت و اشاعت کی وہ سہولتیں بھی پیش نظر تھیں جن سے دنیا آج بخوبی آشنا ہے۔ اس لیے ماضی کی بیشتر تصانیف بصورتِ مخطوطات ہی دستیاب ہوئیں۔ قلمی نسخہ جس کسی کے ہاتھ آیا اُس نے اوروں سے چھپایا۔ اس طرح تمام تصانیف اہل نظر تک نہ پہنچ سکیں اور ان میں سے بیشتر ضائع ہو گئیں۔ قدیم علماء و صوفیاء کی تصانیف یکجا کرنے کے لیے باضابطہ سرکاری سطح پر مہم چلائی جانی چاہیے۔ تاکہ ہمارے اکابر کے علمی خزانوں سے ہماری آنے والی نسلیں بھی کما حقہ مستفید ہو سکیں۔ یہ خدمت ان کے موجودہ اربابِ نسل بھی اجتہادی صورت میں انجام دے سکتے ہیں۔ اس کے لیے متواتر نہایت بنیادہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نظر تصنیف "تیسع برہنہ قارئین کرام تک پہنچانے کے لیے جناب عارف نوری صاحب نے بڑی کدوکاوش کی ہے۔ اصل کتاب فارسی میں تصنیف کی گئی جس کا ترجمہ فرس مان فرید ندر قارئین ہے۔ تصوف اس کا مرکزی موضوع ہے۔ جس میں سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف نا آشناؤں اور تصوف کے معانی و مفاہیم کا ادراک حاصل کرنے کے متمنی طبقات کے لیے عنوانات کی تخصیص کے ساتھ الگ الگ ابواب کی صورت میں تفہیم تصوف کی سعیِ بلیغ سے کام لیا ہے۔ اس موضوع کو زیر بحث لاتے ہوئے اس کے متعلقاتِ حقائق، مطالبات، کمالات اور تصرفات کی تفہیمی درجہ بندی کاوشواہر ملے گیا۔ اس نوعیت کی مختلف خدمات اسلاف نے بھی انجام دیں اور اپنے اپنے استدراک و عرفان کے مطابق علمی سطح پر تصوف کا استحقاق ثابت کیا یا اس کی ضرورت و اہمیت کی تشریحات پیش کیں۔ اسلام کو جغرافیائی سطح پر فروغ حاصل ہوا تو متواتر مسلم فتوحات نے غیر مسلم اقتدار کے بہت

سے دہائی اثرات بھی قبول کیے۔ تزک و اعشام، جاہ و جلال، طنطنہ و طمطراق اور شان و شوکت کی دنیاوی جلوہ نمایاں اپنائیں۔ اس روش نے عمومی خوشحالی کے سبب اس دور کے عامۃ المسلمین کو بھی خاصہ متاثر کیا اور اسلام کی معروف سادگی، مدعائیت، فقر و رویشی اور توکل و استغنا کا مردوبہ مزاج دھما ہوتا پھلا گیا۔ یہ صورت حال بھی سو فیصد کرام کو معاشرے کی بدلی ہوئی روش کے سبب اپنے کردار و عمل اور تہذیب و ترغیب کی ہمہ صفت قوتوں کو بدلتے کارلانے کے لیے منظر پر لے آئی۔ تبع تابعین میں ایسے علم و تربیت افراد کی خاصی تعداد سامنے آئی جو علوم شرعی میں استناد کا درجہ رکھتی تھیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام کی عصری علامتوں کی صورت میں نمایاں ہوئیں۔ اپنی علمی علو مرتبتی کے علاوہ یہ صاحب دل اور صاحب نظر شخصیتیں فقرا و استغنا، زہد و قناعت اور سادہ مزاجی و سادہ فطرت کی چلتی پھرتی مثالیں بن گئیں۔ ان حضرات میں اولیں بن عامر القرنی، عامر بن عبد اللہ البصری، مسروق بن عبد الرحمن کوفی، حرم بن حیآن، ربیع بن خیشم، دوی ابو سعید الحسن البصری، مالک بن دینار، فضل الرفاشی، صالح بن بشر المری، ابراہیم بن ادہم، شفیق البلخی جیسی رہنما شخصیتیں سامنے آئیں اور مسلمانوں کو اپنی بقیع شرع زندگیوں سے دعوت اصلاح کی خاطر اپنے اپنے وجود میں وہ عملی نمونہ بن گئیں جن کی تقاضائیت نے مسلمانوں کو حُب دنیا کے تیز رفتار دریاؤں میں بہ جانے سے روکا۔ اس متصوفانہ زندگی کی ضرورت کا احساس دلایا جس نے مسلمانوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں تعلیمات اسلام سے بیگانگی اور بے توجہی کی فضا سے باہر نکالا۔ یہ سلسلہ ان شخصیتوں پر ختم نہیں ہو گیا۔ چونکہ مسلمانوں کو صدیوں پر محیط ایک طویل عرصے تک مسلسل اقتدار و حکومت کے ذائقے میسر آتے رہے۔ اس لیے ایسے مخصوص کردار کی حامل دیگر شخصیتیں بھی حسب ضرورت سامنے آتی رہیں۔ ان میں حضرت معروف کرخی و سلسلہ، حضرت جنید بغدادی و سلسلہ، حضرت ابوالحسن سری سقطی و سلسلہ، ابو حمزہ محمد بن ابراہیم الصوفی بغدادی و سلسلہ،

ابو سلیمان الدّرانی ف ۱۵ھ ، ابو عبد اللہ عاتق مہاسبی ف ۲۲ھ ، حضرت
ذوالنون مصری ف ۲۵ھ ، ابو محمد سهل بن عبد اللہ تری ف ۲۸ھ ، حضرت
ابو سعید احمد بن عیسیٰ الخزاز ف ۲۶ھ ، حضرت ابو یزید بستانی ف ۲۶ھ ، یحییٰ بن
معاذ الرازی ف ۲۱ھ ، ابو صالح حمدون القصار نیشاپوری ف ۱۱ھ ، موسیٰ انصاری
مروزی ف ۲۲ھ ، ابو علی احمد بن محمد درباری ۳۲ھ ، ابو زید الادمی ف ۲۱ھ ،
علی بن محمد عبد الوہاب ثقفی ف ۲۲ھ ، ابو بکر شبلی ف ۲۲ھ ، خلدی ف ۲۴ھ ،
بہت نمایاں ہیں۔

ان حضرات گرامی نے عملی کردار تو پیش کیا ہی تھا لیکن جہاں ضرورت محسوس ہوئی انہی
تصانیف سے علمی خدمات بھی انجام دیں۔ احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، عوارف المعارف اور
کشف المحجوب نے علمی دنیا میں زوہد اثر اور دیرپا زلزلے پیدا کیے۔ عوارف المعارف متنازع
حیثیت اختیار کر گئی لیکن اس کا رد لکھنے والوں کے ساتھ ساتھ اس کا جواز پیش کرنے
والے بھی سامنے آئے۔ سلطان باہر حرمہ اشدلیہ کی علمی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو
صاف محسوس ہوتا ہے کہ مسلم اسلاف کی علمی خدمات اور ان کے مترتب شدہ نتائج سے پوری
طرح وقوف و خبر کے رشتے قائم رکھے اور اپنے عہد کے مطالبات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے
کلید التوحید خورد و کلاں اور دیگر تصانیف سے مسلمانوں کی علمی خدمات کا تسلسل منقطع
نہ ہونے دیا۔

عارف فودی اکابر و فیاد کی ایسی خدمات کے تعارف جدید میں کبھی طبع سیری محسوس نہیں
کرتے۔ ان کے دل میں اس کی طلب و آرزو اتنی روز افزوں ہے کہ عزت اسلاف ان کی ذاتی عزت
و نام و رہی کا وسیلہ بنی ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے مستوفیٰ مزاج رکھنے والے حلقوں میں یقیناً
شمشیر بے نیام کو نہایت اشتیاق و استغراق سے پڑھا جائے گا۔

سید انوار الحق ظہوری

خطبہ مبارکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ
وَاَزْوَاجِهِ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

صاحب تصنیف قادری غلام فقیر باہو ولد باذید محمد عرف اعوان
قلعہ شورکوٹ کے رہنے والے۔ مقام و مرتبہ معرفت، طالب کے سب مراتب، مقام و
مرتبہ مرشد، مقام و مرتبہ فقر، اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی ذات وعدۃ لا شریک
میں فنا اور غرق۔ جس ذات کریمہ کے بارے میں اِذَا لَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ارشاد ہے۔
مرشد کامل باتوفیق بقا باللہ فی التوجید اور مرشد ناقص اہل تقلید کے بارے میں چند کلمات
طیبات قرآن و حدیث اور آیہ کریمہ کے مطابق بیان کرتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ان اوراق کی قول خوانی کی صورت میں تو ایک خبر ہے لیکن حقیقت
میں علماء باللہ اور فقیر ولی اللہ کی مستحکم کسوٹی ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم
کے عزیز مظاہر تہ اور معرفت معنویہ لکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ مرشد عارف فقیر اسم کا

معنا تصور و تصرف سے حل کرتا ہے۔ اور کلیدِ اسمِ اللہ عزوجل سے عوام و خواص کے طلسم کا انکشاف کرتا ہے۔ یہ یقین کا راستہ ہے جو سالکین کے لیے ثوابِ نسا لڑی اور فنا فی اللہ فقیروں کے لیے تحقیق کا راستہ ہے۔ جو مقربِ اہل توفیق ہے اس کے لیے اہل قرب کو ریاضت میں لانا حجابِ مطلق اور معصیت ہے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا ارشاد ہے :-

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

ترجمہ :- مجھے جو توفیق ہے اللہ کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

ترجمہ :- یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

حضورِ سید العالمین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کا ارشاد گرامی ہے :-

حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ

صالحین کی نیکیاں مقربین کی بُرائیاں ہوتی ہیں۔

طریقہ قادری کی اہمیت

جاننا چاہیے کہ اگر ہر ایک سالک، ہر ایک خانوادہ اور ہر ایک طریقہ تمام عمر چلے اور مہنہ نائی میں ذکر و فکر جاری رکھے پھر بھی کسی طریقہ کی انتہا، طریقہ قادریت کی ابتداء کو نہیں پہنچ سکتی۔ کیونکہ طریقہ قادریت سورج کی مانند ہے اور دوسرے طریقے چراغ کی مانند ہیں۔ پھر چراغ کی کیا مجال کہ سورج کے مقابلہ میں روشنی پھیلانے۔

تیغ ۱۹ برہنہ

رسالہ ہذا کا نام تیغ برہنہ رکھا گیا جو موذی نفس کے لیے سیفِ قاتل ہے
اور کافروں کے لیے دارِ حرب ہے ۷

تیغ را در دست گیرد تیغ گیر
قتل سازد نفس را فی اللہ فقیر
ترجمہ: تلوار کو ہاتھ میں لے اور خود تلوار ہو جا۔ نفس کو قتل کر دے اور
اللہ کے راستے میں فقیری اختیار کر۔

باز دارد بد خصالت از ہوا
این مراتب عارفان و اولیاء
ترجمہ: تیری خصالتیں تجھ کو نفسانی خواہشات سے روکیں گی اور یہ درجے
عارف اور ولیوں کو ملتے ہیں۔

جس طرح کہ تلوار کا دھنی تلوار کو ہاتھ میں پکڑتا ہے ایسے ہی فنا فی اللہ فقیر نفس
کو اللہ کے راستے میں قتل کرتا ہے۔

اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ
ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانہ
جنت ہے۔

جاننا چاہیے کہ ولی کی جمع اولیاء ہے۔ اور ولی کے معنی دوست کے ہیں۔ ولی
اللہ یعنی اللہ کا دوست۔ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو چار تاریکیوں سے نکلے:۔

پہلی تاریکی:۔ ظلماتِ خلق ہے۔
دوسری تاریکی:۔ ظلماتِ دنیا ہے۔
تیسری تاریکی:۔ ظلماتِ نفس ہے۔

چوتھی تاریکی : ظلماتِ شیطان ہے۔

اور کھپر مختلف چار نور ہیں۔

پہلا نور : نورِ علم ہے۔

دوسرا نور : نورِ ذکر ہے۔

تیسرا نور : نورِ الہام ہے۔

چھٹا نور : نورِ معرفت باقربِ حضور ہے۔ چنانچہ نورِ لقا کی ذات میں مستغرق

ہو جائے۔

جاننا چاہیے کہ مراتبِ ولایت مندرجہ ذیل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :

اللَّهُ دَلَّى الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُ جُحُومَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

ترجمہ : اللہ مومنین کا دوست ہے اور انہیں گمراہی نکا کر ہدایت

کی طرف لے جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مرشدِ کامل طالب کو اول روز تمام ظلماتِ حرص و ہوا سے نکال کر

نور ذاتِ لقا فی اللہ کی وحدانیتِ منجھدار میں غرق کر دیتا ہے۔ جسے یہ توفیق حاصل نہ

ہو وہ مرشد کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ وہ معرفتِ خداوندی کے باطن کی خبر نہیں رکھتا

ہے اور حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک

سے نا محرم ہے۔

چشم بند عینک بہ پیش چشم دل

خوش بہ ہیں دیدار را در جسم گل

قلبی آنکھ کے سامنے ظاہری آنکھ کو بند کر لے اور خاکی جسم میں نور

ذات کا دیدار کر۔

یہ تمام مراتب بالا صرف طریقہ قادر یہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے سوا دوسرا مدعی ہو تو وہ لافِ ندن ہے۔ وہ اہلِ حجاب ہے۔ یہ تمام برکتِ حضورِ غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی شہبازِ لامکانی قدس سرہ النورانی کی استمداد سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ کے طالب و مرید باطن کے صاف اور اولیاء اللہ کے پیشوا ہوتے ہیں۔

مردہ پیراں خاک شد در زیرِ خاک
 محی الدین زندہ بہ بینی جان پاک
 ترجمہ: مردہ پیرِ قبر میں جا کر مٹی ہو جاتے ہیں اور محی الدین کو تو پاک
 جان کے ساتھ زندہ جان۔

نُوح و جان شد بالقا دل بانہی
 قدم او شد جملہ برگردنِ ولی
 ترجمہ: نُوح اور جان اس کی اللہ میں فنا ہے اور دل نبی کے ساتھ ہے
 اور ان کا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔
 شہسوار است شاہِ دلایت شاہِ سوار
 غوث و قطب مرکب است تیر بار
 ترجمہ: دلایت کے شہسواروں کا بھی شہنشاہ ہے۔ غوث اور قطب اس
 کے غلام ہیں اور تیر بار ہیں۔

گاہ بگاہ طیر سیرش حسابِ داں
 گاہ بگاہ نور غرق است لامکان
 ترجمہ: کبھی وہ اڑتا ہے اور اس کی جان ہمیشہ سیر میں رہتی ہے اور کبھی
 وہ نور میں کودتا ہے اور لامکان میں فنا ہو جاتا ہے۔

باہو آنچه گوید از حسابش بے حد
 لا نہایت مرتبہ دارد لا عدد

خام پیر کون؟

جاننا چاہیے کہ ہر ایک طریقہ میں مریدین کے بال جو قینچی سے کاٹ لیے جاتے ہیں ایسے پیر حجاموں کی مانند ہیں۔ جو پیر حجام کی مانند ہے وہ پیر خام ہے اور طریقہ قادریت میں کمال ہے۔ جو کامل پیر طالب کو دست بیعت کرتا ہے وہ اسے توجہ اور نظر سے معرفت فقر تک پہنچا دیتا ہے اور حضور سید العالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی مجلس پاک میں داخل کر دیتا ہے۔ پس پتا چلا کہ قادری پیر کامل ہونا ضروری ہے۔ ناقص پیر جو حجام کی طرح ہے وہ کسی کام کا نہیں۔

فقر پیش از معرفت دارالامن

ذکر فکر و معرفت شد داسہزن

ترجمہ: فقر معرفت سے دارالامن میں لے جاتا ہے۔ معرفت کے لیے ذکر و فکر راستہ بند کرنے والے ہیں۔

ہر کہ بیند با تصور ذات نور

ایں مراتب قرب و وحدت با حضور

ترجمہ: جو کوئی تصور میں اللہ کے ذات کے نور کو دیکھتا ہے۔ یہ مقام وحدت میں قرب اور حضوری کا ہے۔

علم را بگزار و ذکرش را گزار

غسوق شود در وحدت پروردگار

ترجمہ: علم کو چھوڑ اور اس کے ذکر کو چھوڑ۔ اللہ تعالیٰ کی وحدت کے دریا میں غرق ہو جا۔

علم باعین است و ذکرش ذات نُور
 علم و ذکرش خاص ببرد با حضور
 ترجمہ: علم اس کا مقصد ہے اور ذکر اس کی ذات کا نور۔ علم اور ذکر حاصل
 کر اس کو حضوری میں لے جاتا ہے۔

فکر از فیض است و ذکر لازوال
 ذکر و فکرش خاص باشد باوصال
 ترجمہ: فکر اس کا فیض ہے اور ذکر ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ذکر اور فکر خاص کر
 وصال کے لیے ہوتے ہیں۔

علم و ذکرش خاص ببرد با حضور
 کے بود این ذاکراں اہل الغرور
 ترجمہ: علم اور ذکر خاص کر اس کی حضوری میں لے جاتے ہیں۔ تو ایسے
 ذاکر کب مغرور ہو سکتے ہیں۔

حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ للعالمین احمد محمدیاً
 حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ و الثناء کا ارشاد گرامی ہے:

لَوْ كَانَ الْجَنَّةُ نَصِيبَ الْمُشْتَاقِينَ بِدُونِ جَمَالِهِ وَادْبِلَاؤُهُ
 وَلَوْ كَانَتِ النَّارُ نَصِيبَ الْمُشْتَاقِينَ مَعَ الْوَصَالِ جَمَالِهِ
 وَاشْوَقَاهُ۔

ترجمہ: اگر جنت عشاق کو اس کے جمال کے بغیر ملے تو ہائے افسوس۔ ہائے افسوس
 اور اگر جہنم عشاق ملے اس کے دیدار کے ساتھ تو سبحان اللہ سبحان اللہ۔

اصل توحید است و دیگر شاخها
 داں ما ذاع البصر و ما طغی

ترجمہ: توحید اصل ہے اور دیگر چیزیں شاخیں ہیں۔ جاننا چاہیے کہ نہ ہی آنکھ چند عیبائی اور نہ ہی اپنی حد سے بڑھی۔

با نظر ہرگز نہ بینم لاسوی

دنیا و عقبی سر بسر باشد ہوا

ترجمہ: بلکہ نظر کے ساتھ بجز توحید اور کچھ بھی نہیں دیکھتا۔ دنیا و آخرت کی چاہت سر اسر نفس کی خواہشات ہیں۔

ناظران را نظر باشد برالہ

لعنتی بر مال دنیا لعنتی بر عجز و جاہ

اہل نظر کی نظر ہر وقت معبود برحق پر ہوتی ہے۔ دنیاوی مال و متاع

ترجمہ: اور عزت و آبرو پر لعنت ہو۔

حصول قوت کاراز

واضح رہے کہ فقیر ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست اسم اللہ ذات کے تصور کا عارف باللہ حضور نبی کریم رُؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کے قرب سے تصرف اور اسم اللہ کے تصور اور اسم اللہ ذات دریا کے عمیق یعنی گہرے دریا کے تفکر اور اسم اللہ ذات کی توجہ سے وہ قوت حاصل کرتا ہے کہ دونوں عالم کو دائمی طور پر اپنے حکم کے ماتحت کر لیتا ہے۔ پس جو شخص اپنے ناخن پر دونوں عالم کا تلساٹا دیکھے اور دونوں عالم کو اس طرح ہاتھ میں لائے جیسے مٹت خاک بھری جاتی ہے اور پڑھنے لکھنے اور تین انگلیوں کے پوروں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

نقطہ کن کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ علم و حکمت، ذکر و فکر، مراقبہ و مکاشفہ، قرب خداوندی کی

کی تمامیت ، معرفت توحید ، وحدانیت (یکتائی) ماہیت ، الوہیت ، فنا ، بقا اور کُل و حُجْر الہی مخلوقات صرف ایک بات ہیں سے

علم ابستدار و انتہا دریک سخن
علم یک حرف است یا نقطہ زکن

ترجمہ: علم کا آغاز و منتہی ایک جملہ میں ہے۔ علم ایک حرف ہے یا زکن کا ایک نقطہ ہے۔

سخن فقر از کنہ کن فیض و فضل

در میانش یک سخن ابد و ازل

ترجمہ: کلام فقر زکن کی کنہ سے فیض و فضل حاصل کرتا ہے اور اس کے ماہین ازل اور ہمیشہ کی ایک ہی بات ہوتی ہے۔

اشدر ب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان

حمید میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

تحقیق اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے کہتا ہے ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

کا ارشاد گرامی ہے:

لِسَانَ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمَنِ

فقراء کی زبان رحمن (اللہ تعالیٰ) کی تلوار ہے۔

جو شخص قرآن و حدیث کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ وہ ایلیس اور مخالف ہے

أَلَا تَرَ كَمَا كَانَ۔

حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کا ارشاد ہے :-

كُلُّ اِنْتَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ

ترجمہ: ہر ایک برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

اللہ رب العزّة تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے :-

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُحْكُمُ مَا يَرِىْدُ

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم

فرماتا ہے۔

حقیقت گن کا منکشف ہونا

یاد رہے کہ گن ایک بات تھی جو دنیا میں منور ہوئی۔ جو دو حروف پر مشتمل ہے یعنی ک اور ن۔ پہلے حرف کی بات سے اس حدیث مبارکہ مَن عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهُ (جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اُس کی لسان (زبان) طویل ہو گئی) کی زبان سے کلام کے مطالعہ میں رہتا ہے اور دوسرے کی بات سے محرم یعنی راز خداوندی سے شناسائی۔

حقیقت کلام

جاننا چاہیے کہ عارف اور حقیقی کی نیت والے۔ راسخ و صادق قلب والے باطن کی صفائی والے فقیر حضرت سید القصابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مانند اپنی لب مبارک بند کیے ہوئے باری تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور ان کے لیے کلام خداوندی الہام و وحی کی مانند القلب ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ

ترجمہ: جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زبان گنگ ہو گئی۔

حقیقتِ استقامت

جاننا چاہئے کہ علومِ ظاہر یہ تو تکمیل کے درجہ تک پہنچانے کے لیے پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کی محنت اور دردمر اور بحث و مباحثہ میں تیس برس تک مشغول رہنا پڑتا ہے۔ لیکن علومِ باطنیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیض کی فیصلت اور معرفتِ فقر یعنی فقر کی پہچان حضوری کا حصول، حاضرانہ اسم اللہ ذات کی توجہ اور مرشدِ کامل کی توجہ سے ایک شب دروز یعنی رات دن یا ایک ساعت یا ایک دم یا ایک لمحہ میں ہو جاتی ہے اور وصال حاصل ہوتا ہے۔ پس علمِ معرفت، فقر اور کل و جزو کے مراتب، مجلس انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی روحانی موکل کی دعوت کے تصرف سے تمام کو قید میں لانا آسان کام ہے لیکن حوصلہ بلند رکھنا، دائمی طور پر توجید میں غرق رہنا اور حضور سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دیدار پُر انوار سے مشرف ہونا نہایت مشکل و دشوار ہے۔

حضور سید عالم نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكِرَامَةِ وَالْمَقَامَةُ

استقامت، کرامت اور مقامت سے فوقیت رکھتی ہے۔

قلم بہر از قلم کردن لاسوی
تا نماند نفس را قوت ہوا

ترجمہ:۔ قلم اس لیے ہے کہ قلم سے لاسوی کا سر جڈا کر دیا جائے
تا کہ نفس کو حرص و ہوا اور طاقت نہ رہے۔

غسرق وحدت راز بیند ہر مدام
انتہائے معرفت باشد تمام

ترجمہ:۔ وحدت میں ڈوبا ہوا شخص ہمہ وقت رازوں کا مشاہدہ کرتا رہتا
ہے اور کماحقہ اسے تمام معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

قادری راقرب حق باشد عطا
شد مشرف رُوح باشرف لقا

ترجمہ:۔ قادری کو قرب خداوندی عطا ہوتا ہے۔ اس کی رُوح رب تعالیٰ
کے دیدار کے شرف سے مشرف ہوتی ہے۔

ہر طریقہ خاک پایش شد غلام
یافت منصب ولایت ہر کدام

ترجمہ:۔ دیگر ب طریقوں والے قادری کے پاؤں کی مٹی اور غلام بن کر
مرتبہ ولایت اور دوسرے روحانی کمالات حاصل کرتے ہیں۔

شاہ عبد القادر است راہبر خدا
سید آل والی ولایت مرتضیٰ

ترجمہ:۔ شاہ عبد القادر جادہ حق کی رہنمائی کرنے والے اور سیدنا امام
حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سلطان الانبیاء
اور علی المرتضیٰ شیر خدا کے آنکھوں کے نور ہیں۔

حسن و حسین نور چشم مصطفیٰ

یوم الحشر شد شاہ میراں پیشوا

ترجمہ: حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے نور میں اور بروز قیامت شاہ میراں ہمارے پیشوا ہوں گے۔

باہو شد مریدش لایریدش لایرید

ہر مریدش قادری چوں بایزید

ترجمہ: باہو ان کا مرید ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ نہ وہ کسی کا مرید ہے اور نہ مرید ہو گا کیونکہ ہر قادری مرید حضرت بایزید بسطامی کی مانند عارف باللہ ہے۔

مریدی اور طالبی ولایت باہدایت کا مقام و مرتبہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

کہ نام کا سن لینا یا اس کا کہہ دینا مریدی اور طالبی ہے۔

مرید اور طالب میں معنوی امتیاز

جاننا چاہیے کہ مرید مردان خدا میں سے مرد ہوتا ہے اور طالب طالب الہی ہوتا ہے اور دائمی طور پر حضوری کو طلب کرتا ہے۔ طالب الہی کے مراتب یہ ہیں کہ توفیق سے اس اطاعت سے مرشد کی تحقیق کر لے۔ جو اس کے مقدر میں ہے اور اس کی معرفت حاصل کرے۔ ایسا کہ جیسا باپ اپنے بیٹے کو تحقیق کرتا ہے اور پہچانتا ہے۔ اس نوع کے یقین کو کل الکامل کہا جاتا ہے۔ پس اگر طالب الہی کے وجود میں فیضِ فضلی ہے تو حکمت معرفت کی طلب کا شوق اسے اس طرح جلائے گا جیسے خشک لکڑی کو آگ جلاتی ہے۔ طالب کو قرار و آرام،

خوش و خواب باقی نہ رہے گی بلکہ مخلوق سے خائف ہوگا اور دور بھاگے گا عبرت کی حیرت اس کے لیے موت سے بھی زیادہ ہوگی۔ طالب کو نور جمعیت کی طلب اس وقت تک دامن گیر نہیں ہوتی جب تک کہ ایسے مرشد کامل اہل حضور جمعیت بخش کی مجلس ملاقات نہ ہو جائے۔

مرشد کامل، طالب کو وحشت سے خلاصی دے کر نور الفرق فنا فی اللہ ذات اور نور حضور کے تصور کی طلب میں غرق کرتا ہے۔ اور طالب طلب نور سے حضور با جمعیت کو پہنچ جاتا ہے اور سوزش سے نجات پا جاتا ہے۔

طالب عقبی کی حقیقت

جاننا چاہیے کہ طالب کے تمام مطالب موت میں حاصل ہو جاتے ہیں اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجلس کی محبت کے مشاہدات کی معرفت موت میں ہے۔ اور غرق فی اللہ ذات کی ملاقات، دیدار مولیٰ اور قرب حضوری کی معراج بھی موت میں ہے۔ جب تک طالب :-

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا

مرنے سے پہلے مر جاؤ

کے مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر لیتا وہ راز سے واقف نہیں ہوتا۔ جو طالب بغیر جماعت کے اور دنیا کا طالب ہے وہ دائمی طور پر ذلیل و خوار ہے۔ طالب عقبی جو حور و قصور کا طالب ہوتا ہے ہزار میں سے ایک ایسا طالب ہوتا ہے جو مرشد دلدار، لائق حضور پروردگار کے موافق ہوتا ہے۔ جو طالب معرفت مولیٰ اور وصال کا طالب ہوتا ہے اس کے تصرف میں تمام سونا چاندی کر دینا چاہیے۔

طالب کہ در طلب قرب حضوری رحمن

سر فدا کن تصرف جان و مال

ترجمہ: جو طالب حقیقی اللہ تعالیٰ کی حضوری اور قرب کی طلب میں ہے اپنا جان و مال اور سب کچھ اس پر قربان کر دے۔

وہ لوگ طالب کہلانے کے مستحق نہیں ہیں جو اپنی رضا کے خواہا ہیں، خود پسند ہیں، نفسانی خواہشات ان کے جاسوس ہیں اور ابلیس ان کے مرشد پر غالب ہے، ایسے بے ادب، بے حیا کس طرح طالب ہو سکتے ہیں جو حیوانات کی طرح ہیں۔

ارشاد گرامی ہے:

الطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ كَالْيَدِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَاسِلِ

طالب مرشد کے پاس ایسا ہے جیسا کہ غاسل کے ہاتھ میں مردہ ہے۔

طالبان بے طلب حق دُور کن

چشم و دل در نُور کن باہر سخن

راہِ حق (صراطِ مستقیم) کے غیر مخلص طالبین سے اپنا دامن بچا اور انہیں خود سے دُور کر کے اپنے ہر کلام کے ساتھ اپنی آنکھ اور دل کو نُور میں غرق کر دے۔

طالب عاشق بود جان و سر فدا

این طریقہ طالبان طالب خدا

ترجمہ: سچا طالب عاشق ہوتا ہے اور دل و جان کو فدا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے حقیقی طالبین کا یہی طریق ہے۔

دریائے معرفت کا راز

جاننا چاہیے کہ طریقہ قادریت میں طالب اللہ تعالیٰ کی طلب میں ہیں

انہیں حضوری معرفت نہ ہی نصیب ہو، خواہ طالب بے نصیب ہی ہو۔ پھر بھی اسے اس طریقہ میں آنا چاہیے کیونکہ قادری طریقہ معرفت کا گہرا سمندر ہے۔ جو اس طریقے میں داخل ہوتا ہے اور دریائے معرفت میں غوطہ لگاتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اگر قادری طریقے کا مرید کسی دوسرے طریقے میں چلا جائے تو خواہ بے نصیب ہی ہو وہ بھی بے نصیب اور مردود ہو جاتا ہے اس لیے کہ قادری کو قادری سے فتح حاصل ہے۔ قادری کے لیے دوسروں کی طرف رجوع کرنا گناہ بلکہ گمراہی ہی گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

قادری صاحب قرب عارف خدا

قادری دائم حاضر مصطفیٰ

ترجمہ: قادری صاحب قرب اور عارف باللہ ہوتا ہے اور دائمی طور پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں حاضر رہتا ہے۔

طالب شد قادری بر شیرنر

روئے رو بہ رانہ بلیند بانظر

ترجمہ: قادری طالب شیرنر پر سواری کرتا ہے۔ وہ لومڑی کے چہرہ کی جانب نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

مُرشد کی یاد آوری

جاننا چاہیے کہ دینی اور دنیاوی امیر اور ہر مشکل کے لیے جو طالب کو پیش آئے۔ چاہیے کہ اُس وقت استعانت کے لیے پیر مرشد کو یاد کرے۔ اگر پیر عامل و کامل ہے تو معلوم کر کے توجہ سے اس مشکل کو

رفع کر دے گا۔ اس قسم کی توجہ با توفیق اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے تحقیق ہزاروں شکروں کی نسبت مرشد فقیر کی زندگی اور موت میں بلحاظ رفیق اور نگہبان ہونے کے بہتر ہے۔ جس توجہ میں یہ صفت نہ پائی جائے وہ توجہ خام ہے اور خام توجہ اعتبار کے قابل نہیں ہے۔

توجہ حقیقی کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ حقیقی توجہ اسم اللذات کے تصور سے ہے اور نظر بھی اسم اللذات کے تصور سے ہے۔ اس قسم کی توجہ نظر، تصرف اور لازوال تفکر قرب اللہ وصال کے مراتب سے ہے۔ پس کامل جس طرف نظر کرتا ہے اسی جانب اللہ تعالیٰ کی قدرت عین توجہ ہو جاتی ہے۔ خواہ کسی پر غضب کرے اور خواہ لطف و احسان کرے۔ جس کامل کو کلید توجہ یاد ہے اُسے کسی کے لیے دعوت پڑھنے اور لب ہلانے کی کیا حاجت ہے۔

توجہ با توفیق ہر جائے حضور

توجہ سہ سکندر راہ گزور

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے باطنی توجہ ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اور ایسی توجہ کی راہ میں سد سکندری بھی مائل نہیں ہو سکتی۔

شہباز کوہ قاف

جاننا چاہیے کہ قادری طالب مرید کوہ قاف کے عنقا شہباز کی طرح بلند پرواز ہوتا ہے اور چیل اور گدھ کی طرح مکھیوں پر نہیں گرتا۔

طالب حق را ندیدم در عسر

طالبان راشد مطالب سیم وزد

ترجمہ: میں نے ساری عمر مخلص طالبِ حق کو نہیں دیکھا۔ زیادہ تر طالبین کا مقصد صرف سونا چاندی کا حاصل کرنا ہے۔

گر بیابانِ طالبے طلبش حضور
غرق گردانم بوحسدت ذاتِ نور

ترجمہ: اگر مجھ کو کوئی مخلص اور سچا طالب ملے تو میں اُسے ذاتِ نور کے وحدت کے دریا میں غرق کر دوں۔

از برائے طالبان من راہبر
انتہایش می رسانم بانظر

ترجمہ: میں طالبین صادق کے لیے راہبر ہوں۔ میں انہیں ایک نگاہ سے منتہی تک رسائی کرا دیتا ہوں۔

این مراتب قادری را ابتداء
می رساند مصطفیٰ وحدت لقاء

ترجمہ: قادری مرشد کے ابتدائی مراتب یہ ہیں کہ قادری مرشد ان واحد میں حضور نبیِ غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وحدت الہی اور لقاء پر رسائی حاصل کرا دیتا ہے۔

باہو ہر کہ مسکر از لقا شاہنشاہ
آں گلہ گو کاذب منافق روسیاء

ترجمہ: اے باہو! جو بد نصیب لقاے خداوندی اور دیدار الہی کا شکر ہے وہ گلہ کرنے والا کذاب، روسیاء اور منافق ہے۔

اکتالیس جوہر کا انکشاف

یاد رہے کہ قادری کامل مرشد وہ ہے کہ معرفت کے اکتالیسوں جوہر جن کو

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ كما جاتا ہے۔ توحید احسان کے کان کے وجود سے
 تمام خزاہن الہیہ محنت و مشقت کے بغیر یکبارہ گی اسم اللہ ذات کے تصور سے
 ایک ساعت میں طالب اللہ کے وجود میں کھولے اور دکھلاوے اور جمعیت
 عطا کرے اور کابلیت عنایت کرے۔ اگر ان مراتب پر بعینہ عین عرفان الحق
 عفو، فضل، فیض، فیاض پہنچائے تو پھر وجود طالب میں افسوس باقی نہیں رہتا۔
 وہ اکتالیس جوہر مندرجہ ذیل ہیں :-

- ۱۔ پہلا جوہر :- علم کا جوہر ہے۔
- ۲۔ دوسرا جوہر :- علم کا جوہر ہے۔
- ۳۔ تیسرا جوہر :- حکمت کا جوہر ہے۔
- ۴۔ چوتھا جوہر :- جمعیت کا جوہر ہے۔
- ۵۔ پانچواں جوہر :- چابی کا جوہر ہے۔
- ۶۔ چھٹا جوہر :- توحید کا جوہر ہے۔
- ۷۔ ساتواں جوہر :- تخرید کا جوہر ہے۔
- ۸۔ آٹھواں جوہر :- تفرید کا جوہر ہے۔
- ۹۔ نواں جوہر :- توفیق کا جوہر ہے۔
- ۱۰۔ دسواں جوہر :- تحقیق کا جوہر ہے۔
- ۱۱۔ گیارھواں جوہر :- معرفت کا جوہر ہے۔
- ۱۲۔ بارہواں جوہر :- قرب کا جوہر ہے۔
- ۱۳۔ تیرھواں جوہر :- حضوری کا جوہر ہے۔
- ۱۴۔ چودھواں جوہر :- تجلیات ذات فرد کا جوہر ہے۔
- ۱۵۔ پندرھواں جوہر :- علم کیمیا کبیر کا جوہر ہے۔

سولہواں جوہر : دعوت تکثیر کا جوہر۔
 ستارہواں جوہر : روشن ضمیر کا جوہر۔
 اٹھارہواں جوہر : تفسیر باتاشر کا جوہر۔
 انیسواں جوہر : بر نفس امیر کا جوہر۔
 بیسواں جوہر : قلب سلیم کا جوہر۔
 اکیسواں جوہر : رضا با الحق تسلیم کا جوہر۔
 بائیسواں جوہر : صراط مستقیم کا جوہر۔
 چالیسواں جوہر : تصور کا جوہر۔
 چوبیسواں جوہر : تصرف کا جوہر۔
 پچیسواں جوہر : ذکر کا جوہر۔
 چھبیسواں جوہر : فکر کا جوہر۔
 ستائیسواں جوہر : فنا کا جوہر۔
 اٹھائیسواں جوہر : بقا کا جوہر۔
 انیسواں جوہر : احوال کا جوہر۔
 تیسواں جوہر : حال کا جوہر۔
 اکتیسواں جوہر : وصال کا جوہر۔
 بیسواں جوہر : جمال کا جوہر۔
 تینتیسواں جوہر : جلال کا جوہر۔
 چونتیسواں جوہر : وہم کا جوہر۔
 پینتیسواں جوہر : دلیل کا جوہر۔
 چھتیسواں جوہر : الہام کا جوہر۔

قمر سیالوی روڈ
 گجرات
 053-3526063
 0300-9626100
قمر سیالوی
 پبلشرز

سینٹیواں جوہر: خیال کا جوہر۔

ارتھیواں جوہر: توحید کا جوہر۔

انتھیواں جوہر: یکھی یعنی زندگی کا جوہر۔

چالیسواں جوہر: ہیئت کا جوہر۔

اکتالیسواں جوہر: ایشخ یکھی و ہیئت یعنی یکھی القلب و ہیئت النفس کا جوہر۔

یہ حضرات ناظران نگاہ آگاہ جو یکبارگی قرب خداوندی کی معرفت کو پہنچا دیتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ وہ طالب مرید اور مرشد پیر جو پہلے اس راستہ سے واقف ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں رہتی۔

نگاہِ قادریت کے اثرات

جاننا چاہیے کہ قادری جو ہو کا علم رکھتا ہے، اسے اتنی طاقت حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا اور صاحب نظر ہوتا ہے۔ قادری کو سلوک کی حاجت نہیں کیونکہ قادری تصرف تصور کو طے کیے ہوئے ہے۔ رب تعالیٰ کے رازوں کا جاننے والا اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم سبحانہ، و تعالیٰ کے نور کی قدرت میں کامل ہوتا ہے۔

قادری خود کو مرتبہ محتاج میں رکھتا ہے لیکن مرید کو مقام و منصب لایحتاج عطا کرتا ہے۔

کامل قادری خود محنت و ریاضت کرتا ہے اور اپنے مرید کو خزانہ عطا کرتا ہے۔ اس نور کی لذت و ذائقہ دیدار جنت سے زیادہ ہوتا ہے۔

قلبِ قادریت کی کیفیت

یاد رہے کہ قادری رسم و رواج کی ابتدا ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے دنیا کا تمام خزانہ اور ملکِ سلیمانی لیتا ہے اور قبضے میں لاتا ہے جس کا تماشا دیکھ کر قادری کا دل سرد ہو جاتا ہے اور پھر اسے خود سے الگ کر دیتا ہے اور سراسر فراموش کر جاتا ہے۔ اسی لیے قادری کا قلب غنی ہوتا ہے اور حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔

مشاہدات کا حصول

جاننا چاہیے کہ یہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور، قربِ حضوری، انبیائے کرام علیہم السلام، اولیائے کرام کی روحانی دعوت کے دائمی عمل اہل قبور اور اہل حضور کے مسخر کرنے یا ان اہل قبور کے مسخر کرنے سے جو سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیٹے ہوئے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ دل دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی مد نظر رہتا ہے اور قالبِ اہل وصول کے مشاہدات میں رہتا ہے۔ قلب (دل) پر ہزار بار اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کی تجلیات ہوتی ہیں۔ یہ مراتب زندہ دل آدمی کے ہیں جو باطن بیدار رکھتا ہو اور بظاہر شریعتِ مطہرہ میں ہوشیار ہو۔

حضور سید العالمین سلطان الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ
وَلَكِنْ يَنْظُرُ فِي قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ.

بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ
وہ تمہارے قلوب اور نیت کو دیکھتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

مالک الملکی کون ہے؟

جاننا چاہیے کہ جو فقیر عارف باللہ صاحب عیاں ناظر ہے، توفیق
و قدرت کا حامل ہے۔ اس کے قبضے میں اسم اللہ ذات کے حاضرات
کی برکت سے مشرق سے مغرب تک تمام روٹے زمین کا ہر ایک مالک
اور ہر ایک ولایت ہوتا ہے۔ ایسا فقیر مالک الملکی ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص
اگر چاہے تو ایک مفلس گداگر کو ساتوں ولایت کا بادشاہ بنا دے اور
اگر چاہے تو ساتوں ولایت کے شہنشاہوں کو معزول کر کے گداگر اور
مفلس بنا دے۔

بادشاہی عطا کرنا

واضح رہے کہ یہ خدمات ولی اللہ یعنی اللہ کے دست جو اللہ والے ہیں
ان کے سپرد ہیں۔ جس کی نظر میں دو عالم کے احوال ترازو کی مانند تلے ہوئے
ہیں۔ پس ظل اللہ یعنی اللہ کا سایہ۔ بادشاہ کے لیے ضروری ہے کہ مہمات کے لیے

کسی کامل فقیر جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہو اُسے اپنا رفیق بنائے کیونکہ دعوت کا علم پڑھنا بہت بڑا خزانہ اور شکر خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ دینی و دنیوی مہمات کے لیے کامل فقیر کا ایک بار نظر کرنا ہی کافی ہے۔ جب تک کوئی عالم باللہ ولی اللہ ظاہر و باطن میں مکمل توجہ نہ کرے وہ مہمات کبھی بھی سرانجام نہیں ہوتیں۔ بادشاہ کو بادشاہی بھی فقراء ہی خیرات کرتے ہیں۔

باطن کی حاضری

جاننا چاہیے کہ جو فقیر فنا فی اللہ اور دائمی طور پر اللہ تعالیٰ میں غرق ہے گو وہ بظاہر عام لوگوں سے کلام کرتا ہے لیکن وہ باطن میں اللہ تعالیٰ کی جانب حاضر رہتا ہے اور معرفت میں مصروف رہتا ہے۔
چشم می باید شناسد فقر را
ہر ملک غالب شود امر از خدا
ترجمہ: کامل فقیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہر ملک پر غالب ہوتا ہے۔ مگر فقیر کو پہچاننے والی آنکھ ہونی چاہیے۔

حق و باطل میں تمیز کرنا

اب علم العلم کی تشریح کا علم ضروری ہے کیونکہ اُس سے حق و باطل کی تمیز ہو جاتی ہے اس لیے دیکھنا چاہیے کہ حق و باطل میں کیا تمیز ہے۔ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

یاد رہے کہ معرفت، فقر، جماعت، قرب، مشاہدہ، نور ذات، تجلیات حضور می، الہام کلام اللہ اور فنا فی اللہ کا حصول حق کہلاتا ہے جو

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی طرف سے برحق ہے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے:

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَى الْبَاطِلَ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

فرا دیجئے حق آگیا اور باطل چلا گیا تحقیق باطل جانے ہی والا تھا۔

دنیا کا حصول، دنیا سے محبت کرنا۔ حرص، طمع اور کبر وغیرہ تمام ناشائستہ ہیں۔ انھیں سے باطل کی تخلیق ہوتی ہے۔ جو عالم معرفت کا علم نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو لوگ مطالعہ میں تمام عمر گزار دیتے ہیں وہ بیوقوف ہیں علم تو بوقت نزع ملک الموت کو دیکھ کر بکچھ بھول جاتا ہے یہاں تک کہ ایک حرف بھی یاد نہیں رہتا۔ پھر تمہیں یہ بھی پتہ ہے کہ ابلیس عالم ہے جاہل تو نہیں ہے۔ اور ابلیس بوقت نزع تیرا ایمان چھیننے کے لیے مقابلہ کرتا ہے تو اس وقت عقبی کی سلامتی کے لیے علم عین ہی استعانت کرتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے تصور سے وجود میں تخلیق ہوتا ہے۔ نور کا فکرنار سے بھی زیادہ شدید ہے جو ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اور جو ابلیس کو جلاتا ہے اور جس سے ابلیس بھاگ جاتا ہے۔ یہ بھی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے اور مرشد کامل سے عطا ہوتا ہے۔

اسم ذات باری تعالیٰ کی برکت

اے عالم! تجھ کو قبر میں نکیرین کتابوں کے مطالعہ کے بارے میں کچھ نہیں دریافت کریں گے۔ وہاں تو اسم اللہ، اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے بارے میں دریافت کیا جائیگا۔

آنچه خوانی از اسم اللہ بخوان

اسم اللہ با تو ماند جاوداں

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام پاک دائمی طور پر تیرے ہمراہ رہے گا
 جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام مبارک سے پڑھ۔
 علم حق تحصیل کن اللہ اللہ
 پاک گردد و جتہ از ہر گناہ
 ترجمہ: اللہ اللہ علم حقیقی حاصل کر اس سے جتہ ہر معصیت سے پاک
 ہو جاتا ہے۔

نیک بختی می شود بر تو گواہ
 ہم صحبتی دائم شوی با مصطفیٰ
 ترجمہ: تم ہمہ وقت حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین
 کی مجلس پاک میں حاضر ہو گے اور نیک بختی تم پر شاہد ہو جائیگی۔
 علم حق تحصیل کن از معرفت
 مردہ دل زندہ کند عارف صفت
 ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے علم حقیقی حاصل کر۔ حقیقی
 عارف مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے۔
 لئی مع اللہ علم را تحصیل کن
 محرمیت حق شوی در باز کن
 ترجمہ: علم لئی مع اللہ حاصل کرتا کہ تو کن کے بھید سے عالم ہو جائے۔
 علم حق تحصیل کن قریش حضور
 غرق فی التوحید در ذات نور
 ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرب و حضور کے لیے علم حقیقی حاصل کر کے
 ذات نور اور توحید میں مستغرق ہو جا۔

عارف کی علمی حیثیت

جاننا چاہیے کہ عارف باللہ اگرچہ علم ظاہر کا عالم نہیں ہوتا اور نہ ہی علم ظاہر پڑھتا ہے۔ لیکن اسم اللہ ذات کی برکت سے علم ظاہریہ و علم باطنیہ میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ کیونکہ پہلے ہی دن سے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم سے روشناس کیا ہے اور دست مصطفیٰ علیہ التیمۃ والشاہدۃ سے تلقین اور بیعت کی ہے۔ پس کوئی عارف باللہ، اولیاء اللہ جاہل نہیں ہوتا۔ اگرچہ انہیں علم ظاہریہ نہیں ہوتا لیکن علم باطنیہ میں کامل و مکمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان سے کوئی علم ظاہریہ کا عالم ہو تو وہ غالب الاویا ہے۔ چنانچہ مَا تَخَذَ اللَّهُ وِلِيًّا جَاهِلًا وَارِثًا۔ جیسا کہ اُوْتُوا الْعِلْمَ ذَرَجَاتٍ سے واضح ہے لیکن اسم اللہ ذات کے تصور سے ہزاروں علوم کا انکشاف ہوتا ہے۔ جس کی قوت سے یکبارگی علماء کے سینے سے علم کو اس طرح مٹا دیتا ہے کہ گویا وہ حروف سے واقف ہی نہیں ہیں کیونکہ اولیاء اللہ فقیر ولی اللہ کو علم سینہ سے سینہ، نظر سے نظر، توحید سے توحید، توجہ اور علم عین العیان حاصل ہوتا ہے۔ فقیر اولیاء اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں۔ نفس پر غالب اور شیطان کے مخالف ہوتے ہیں۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا :-

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا

اور آدم کو ان سب کے اسم سکھائے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ

انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَفَّحْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِي

اور اس میں میں نے اپنی رُوح داخل کی۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

تحقیق میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اور پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

اور بیشک ہم نے ابن آدم کو عزت دی۔

۵

علم از بہر معرفت وحدت لقا

باز دارد علم باطن سر ہوا

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کا علم وحدت و لقاء کے لیے ہے

اور یہ علم باطل اور خواہشات سے باز رکھتا ہے۔

علم حق نور است بخشد ذات نور

از علم عارف شود وحدت حضور

ترجمہ: علم حقیقی ذات نور کا عطا کیا ہوا ہے۔ علم سے آدمی وحدت و

حضور ہی کے اسرار کا واقف بن جاتا ہے۔

ذکر کی تشریح

اشد رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان
مجید میں ارشاد فرمایا:

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
اور اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو۔
جیسا کہ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ
تحقیق حسنات سیئات کو زائل کر دیتی ہیں۔ یہ ذاکرین کا ذکر ہے۔
اور پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَدْعُوا دَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً
پروردگار کو گڑگڑا کر اور خوف کرتے ہوئے یاد کرو۔

چودہ لطائف کا انکشاف

جاننا چاہیے کہ اسم اللہ ذات کے خفیہ تصور سے وجود میں غیر مخلوق نور کے

لطائف تخلیق ہوتے ہیں۔ خفیہ ذاکر دائمی طور پر معرفتِ توحید باری تعالیٰ مع اللہ باقرب حضور اور مجلس انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کا ہم مجلس اور ہم سخن ہوتا ہے۔ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ ہی مد نظر اور منظور ہوتا ہے۔ خفیہ ذکر میں تمام نیکیاں جمع ہیں۔

ارشاد رب العالمین حل مجدہ الکریم ہے :

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

بیشک حسنات سیئات کو بھگا دیتی ہیں۔

حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کا ارشاد گرامی ہے :

إِنَّ الصَّلَاةَ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ وَالسَّخَاوَةَ يُذْهِبْنَ

السَّيِّئَاتِ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولَ اللَّهِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ.

تحقیق نماز، سخاوت اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے

برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

ذِكْرُ اللَّهِ فَرَضٌ قَبْلَ كُلِّ فَرَضٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحْكَمٌ

رَّسُولُ اللَّهِ.

تمام فرائض سے پہلا فرض ذکر الہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

کلمہ گوئی کے طریقے

جاننا چاہیے کہ عام لوگوں کے کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے اور قرب اللہ

والے کا کلمہ پڑھنا اور ہے

ذکر حق نور است ببرد با حضور
ذاکراں فیض فضلشن جاں غفور
ترجمہ: ذکر حق ایسا نور ہے جو ذاکرین کو اپنے فیض و فضل سے جہاں بخشی
عطا کر کے قرب و حضوری میں لے جاتا ہے۔

موت سے پہلے موت

اس قسم کے ذاکر خالص ہی ہیں، وہی ہوتے ہیں جو توحید سے واقف
ہیں۔ جو شخص کلمہ طیبہ کی نفی کی کُنہ سے پڑھتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہتا ہے وہ بیخود
ہو جاتا ہے اور

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور جب اثباتِ اِلَّا اللہ کہتا ہے تو روح کو لقاء
حاصل ہوتا ہے۔ اور خدا سے الہام و جواب باصواب ہوتا ہے اور بقا باللہ
میں غرق ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

وَإِذْ كُنَّا نَدَّبُكَ إِذَا نَسِيتَ

اور اپنے رب کو اُس وقت یاد کر جب کہ تو غمیر کو بھول جائے۔

اور جب محمد رسول اللہ کہتا ہے تو صاحبِ حضوری ہی ہو جاتا ہے۔ اس قسم
کا کلمہ پڑھنا اہل تصدیق کو حاصل ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے:

غَمَّضُ عَيْنَيْكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمِعْ فِي قَلْبِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اے علی اپنی آنکھیں بند کر لے اور دل کے کان سے سُن کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں محمد اللہ کے رسول برحق ہیں۔

پھر حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں :-

قَاتِلُونَ لِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ كَثِيرًا
مُخْلِصُونَ قَلِيلًا۔

کلمہ گو بکثرت ہیں لیکن مخلص بہت قلیل ہیں۔

پس یہ طریقہ نفی اثبات کی توفیق سے حاصل کرنا اسم اللہ ذات کے حاضرات
سے قدرت قادری کامل ہے۔ جو کچھ ذکر و فکر، مشاہدہ تجلیات، گریہ و
زاری کی پیش، سوز، درد، ترک، وحشت اور مستی حال بہت کہنے والوں کو
لاحق ہوتی ہے وہ ناسوت کی قبیل و قال ہے اور جو عرش سے بالاتر ہے۔ ستر
لاکھ پردے جو عرش سے تحت الشریٰ تک ہیں۔ اور چاند سے مچھلی تک کے
تمام طبقات تقلیدی ناسوت ہے اور صرف معرفت خداوندی سے ذوری
اور بے خبری ہے۔ توحید اور لوح محفوظ کا مطالعہ بھی مقام ناسوت ہے۔

با ذکر می بینی تجلی با فکر می گردی فنا

دور از توحید مانی خاک بر سر سر ہوا

ذکر کے ساتھ تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی نظر آئے گی اور

تو فکر سے فنا ہو جائے گا۔ اگر تمہارے سر میں نفسانی خواہشات

ہیں تو توحید سے بے بہرہ اور دور رہے گا۔

جنونیت کیا ہے ؟

جاننا چاہیے کہ دو لاکھ تینتیس ہزار تجلی ذکر کے ساتھ اور فکر کے ساتھ

ناسوت کی جلالت سے ناسوت کے مقام جذب سے ہے اور تریپن کروڑا کتیس ہزار تجلی ذکر و فکریں میں قرب خداوندی توحید لاہوتی میں ذات سے نور کا انکشاف کرتی ہے اور آمنے سامنے نظر آتا ہے۔ ناسوت کا مسخر کرنا جنونیت ہے جس کے موکل فرشتے ہیں۔

مخلوق کو رجوع کرنے سے رجعت لاحق ہوتی ہے اور بہت سی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پس مرشد کامل قادری جو کچھ اپنے مرید کو دکھاتا ہے وہ اسم اللہ ذات کے لاہوت سے دکھاتا ہے اور متبرکات کے لامکاں سے غرق فنا فی اللہ ذات حق پروردگار میں ہوتا ہے اور باطل بدعت سے بیزار اور استغفار کرتا ہے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قدم بہ قدم پیروی کرتا ہے۔

آنحضرت می بینم بیابم اسم ذات

ایں بود لاہوت برون شش جہات

میں جو کچھ دیکھتا ہوں میں اسے اسم ذات میں پاتا ہوں۔ یہ سب

کچھ شش جہات سے باہر لاہوت میں ہوتا ہے۔

اور جو ہر ولایت میں تصور تصرف سے اسم ذات کا حرف طے کرتا ہے اس

کے لیے دو عالم کا طے کر لینا مچھر کے پر کی مانند ہے۔

عارف شیخ کے مراتب

یاد رہے کہ مرشد کامل اللہ کا دوست جو کچھ دکھاتا ہے وہ اسم اللہ ذات

کو طے کرنے سے دکھاتا ہے۔ ایسا مرشد حال کا گواہ، قرب اللہ کی معرفت

والا اور وصال لازوال ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ تصور، تصرف، توجہ، تفکر اور

معرفتِ توحید میں کامل اور با توفیق ہوتا ہے۔ تو اس کی روحانیت کو اگر کوئی شخص مشکل کام کے وقت استعانت کیلئے یاد کرے تو فوراً جسم کے ساتھ ظاہر و باطن میں حاضر ہو کر مدد کرتا ہے۔ اور دینی و دنیوی، ظاہری و باطنی کام منشا کے مطابق سرانجام کر کے پھر نگاہ سے غائب ہو جاتا ہے۔ پس یہی مراتب شیخ عارف کے ہیں۔

ارشاد گرامی ہے :
 يُقَالُ الشَّيْخُ مَنْ يَحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ سَامِيمٌ
 شیخ وہ ہوتا ہے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔
 اس قسم کا مرشد باعیاں یعنی ظاہر میں ہوتا ہے۔

حقیقتِ عارف

یاد رہے کہ عارف کو نظارہ کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے جو اب باصواب الہام کے طور پر حاصل کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے اسے حضوری حاصل ہوتی ہے۔ پس اگر باطنی راستہ میں اس قسم کی جمعیت، راز، قرب اور معرفت نہ ہوتی تو راہ گیر سب کے بے جمعیت اور گمراہ ہوتے۔ وہ کونسی راہ ہے جس میں دونوں عالم کا تماشا نظر آتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کا تصور ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ تصرفِ دنیوی شیطانی قرب کی وجہ سے ہوتا ہے اور تصرفِ عقیقی مطلق نادانی ہے اور تصرفِ معرفت خداوندی دائمی جمعیت اور غرق فی التوحید ہے۔

مرا نہ پیر طریقت نصیحتے یاد است
 کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

مجھے پیرِ طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ غیر خدا کے علاوہ جو کچھ ہے برباد ہونے والا ہے۔

دولت بہ سگایاں دادند و نعمت بجزاں
من امن و امانیم تماشا نگراں
دولت کتوں کو دے دی اور نعمت گدہوں کو دے دی۔ میں
امن امان میں ہوں اور تماشا دیکھ رہا ہوں۔

پوشیدہ غزائوں کا انکشاف

یاد رہے کہ وہ کونسی راہ ہے کہ زبان تو علم کے ہلالِ بدینِ ثمنوں رہے اور
دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں غرق اسمِ خداوندی کے تصور سے اظہارِ روح
کو دائمی مجلسِ انبیائے کرام، صوفیائے عظام، مریدین و بنی اور اولیاءِ کمال
ہوتی ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ معرفتِ توحید، جماعت، جمال، درساں
لازوال ہوتا ہے۔ اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ قربِ معنہ اور ذاتِ نور سے
ہوتا ہے اور دیدار دیکھتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملازمت و باطنی
اس سے منحنی و پوشیدہ نہیں ہوتے۔ دنیا اور دنیا داروں نے بے جا
اور ایمان ہوتا ہے۔

چشمِ حق باش کہ باش حق شناس
حق شناسہ ابل حق بر سرِ ابلان
ہمچو ایسی ہوتی چاہتے جو حق شناس بنو اور ابل حق ہوں
بلحاظ میں چہاں سے۔

نظر ما بر سیم و سیم
غرق فی التوحید ما زلنا

میری نگاہ چاندی اور سونے پر نہیں بلکہ میں تو غرق فی التوحید
کر کے خدا سے ملا دیتا ہوں۔

پس جو کچھ اوپر کل و جزو لکھا ہوا ہے وہ اسم اللہ ذات کے تصور کی کلید کے
ذریعے کُن فیکون کے تالے سے بند کیا ہوا ہے۔ جو اسے کھول لیتا ہے اسے
دنیا و آخرت کا تصرف بغیر محنت و رنج کے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور پھر
ایسا شخص طالب اللہ کو پانچ دن میں معرفت خداوندی کا خزانہ بخش دیتا ہے۔

تصور اسم اللہ کا کمال

یاد رہے کہ وہ کونسی راہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہ سے پاک اور
دونوں عالم کے تصرف سے ادراک کے ساتھ ہے۔ پس جو شخص دو عالم
میں پاک ہے اسے حساب وغیرہ کا کیا خوف اور دیگر یہ کہ قلب صرف گوشت
کا لہو نظر اہی نہیں بلکہ یہ توحید خداوندی کا سمندر ہے اور قلب الہی ایک
لطیفہ ہے جو سورج کی نسبت نہایت روشن ہے۔ جس سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ
کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ ذات کے قرب اور نور اللہ کے حضور دل
کی آنکھ کھل جاتی ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ
کے ظاہری اور باطنی خزانے ہو ہو نظر آتے ہیں۔ یہ تمام بزرگی اسم اللہ
کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔



فضل و فیض فقیراں

بے ریاضت گنج می بخشہ فقر
می رساند لامکاں با یک نظر
فقیر بغیر ریاضت و محنت کے خزانے بخشتا ہے اور ایک ہی
نگاہ میں لامکاں تک رسائی کر دیتا ہے۔

فقر حق نور است ذات از ذات نور
کل مخلوقات شد روشن ز نور
فقیر حقانی ذاتی نور ہے۔ اور اس ذاتی نور کے فیض سے کل
مخلوق منور و روشن ہوئی۔

فقیر کی ابتدا و انتہا

اے عزیز من! فقیر ابتدا سے لے کر انتہا تک مطلوب کی طلب
میں ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اگر فقیر کو ولی، غوث، قطب، اوتاد یا ابدال
کا مرتبہ یا دنیوی یا اخروی مرتبہ دے دیں تو اس ناسوتی کلمے مرتبہ کی جانب

نظر نہیں کرتا۔ اس کی نظر سلطان الفقر فی اللہ پر ہوتی ہے اور فقیر کی مجلس اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔

گواہان فقیر

جاننا چاہیے کہ فقیر کے مندرجہ ذیل دو گواہ ہیں :-
پہلا گواہ :- مردہ نفس۔

دوسرا گواہ :- زندہ قلب جو خواب میں بھی بیدار ہوتا ہے اور دیدار حضور کی رویت سے مشرف اور باشعور ہوتا ہے۔ جو شخص عرق فی التوحید ذات نور اللہ ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی مثال ہی نہیں ہو سکتی۔
فقر کا دوسرا گواہ معرفت لاہوت اور لامکان کے مراتب، چاند سے لے کر مچھلی تک کا مراقبہ دونوں عالم کی شہنشاہی۔ قرب الہی، مشاہدہ حال و وصال لازوال ہے۔

اسم اللہ کی کنہ کی تلقین کرنا

عزیز من! جانتا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کسی طالب کو حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا حضور بنانا چاہتا ہے تو جس وقت وہ حضور نبی کریم رُؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ اسی وقت بحکم الہی مومن کل مخلوقات اور تمام زندہ اور گذرے ہوئے اولیائے کرام کی ارواح حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلس میں حاضر ہوتی ہیں اور مجلس پاک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ وَآلُ مُحَمَّدٍ کے ذکر اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے بیان سے آراستہ

ہوتی ہیں۔ فی الفور اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے خاص و عام کے لیے فوری خربوزے کھانے کے لیے لائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کھاتا ہے جن کے کھانے سے علم احد و احدنا ملتا ہی کا سبق جو مطلق علم الف ہے خود حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ النعمۃ والثناء اپنی زبان مبارک سے تعلیم فرماتے ہیں۔ اور پھر حضور سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم اللہ کی کنہ کی تلقین بخشتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صدق عطا کرتے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل عطا فرماتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حیا عطا فرماتے ہیں۔ اور حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہاتھ پکڑ کر سلطان الفقر کے حوالے کرتے ہیں۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خلق عطا فرماتے ہیں۔ پھر فقر کا یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد انبیائے کرام اور یائے عظام کی ہر ایک روح سے مصافحہ اور ملاقات ہوتی ہے۔ پس یہی فقر کی تمامیت کا مرتبہ ہے۔ إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ۔ جب فقر تمام ہوا تو اللہ ہوا۔

اہل حجاب کون ؟

یاد رہے کہ عارف باللہ توحید مرشد کامل قادری وہ ہے جو ایک ساعت یا ایک دن میں یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضر یا توجہ یا نظر یا فکر سے طالب اللہ کو عطا کرے۔ اس قسم کی توفیق و قوت طریقہ قادری میں ہے جو کوئی دوسرا دعویٰ کرے وہ کذاب اہل حجاب ہے۔

حضور سید الرسل امام البطل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ النعمۃ والثناء نے ارشاد فرمایا :-

الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

فقر کافی ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہی ہو گا۔ جو فقر کی انتہا ہو

می بخشہ فقر را فخری خدا

فقر دائم با حضوری مصطفیٰ

فقیر کو خدا تعالیٰ ایسا فخر بخشتا ہے کہ فقیر دائمی طور پر حضور نبی

کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری میں رہتا ہے۔

بس اللہ ہی کافی ہے باقی خواہشات ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات میرے حال پر وارد ہے۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است

آب در زیر کشتی پستی است

پانی کاشتی میں چلا جانا کشتی کے لیے تباہی کا سبب ہے۔ پانی

کاشتی کے زیریں رہنا کشتی کے لیے پستی ہے۔

چار مراتب کی تحقیق

جاننا چاہیے کہ مراتب چار ہیں :-

پہلا مرتبہ :- فنا ہے۔

دوسرا مرتبہ :- فنا فی الفنا ہے۔

تیسرا مرتبہ :- بقا ہے۔

چوتھا مرتبہ :- بقا بالبقا ہے۔

جو ان چاروں مراتب سے گزر جائے وہ سات قلعوں کے لائق ہوتا ہے۔

استغراق فنا فی اللہ میں فقیر کامل ہوتا ہے۔ اے بیوقوف بس اللہ ہی اللہ ہے باقی خواہشات ہے۔

باہو بار بردار دیدار راز
 این مراتب عارفان حق جاں سپار
 باہو اللہ تبارک و تعالیٰ کار از اور بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ
 مراتب جان سے گزرنے والے عارفین کے لیے ہیں۔
 عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

قافیہ اندیشم و دلدار من
 گویدم بیندیش تو جز درد من
 میں قافیے کی جستجو میں ہوں جبکہ میرا دلدار یہ چاہتا ہے
 کہ میں اس کے دیدار کے بجز کچھ بھی سوچوں۔
 گرچہ بود تا تو اندیشی ازاں
 حرف چہ بود خام دیوارے ازاں
 اگرچہ وہ ہے تو تو کیوں اس کی فکر کرتا ہے حرف کیا ہے اس کی کچی
 دیواریں ہیں۔

حرف و صوت و لفظ را برہم زخم
 تا کہ بے این ہرے با تو دم زخم
 حرف آواز اور لفظ کو میں اکٹھا ملا کر بولتا ہوں تاکہ ان تینوں کے
 بغیر میں تیرے ساتھ بات کر سکوں۔

آں ذکر کہ آں دمش کردم نہاں
 با تو گویم اے تو اسرار جہاں

وہ ذکر کہ اس وقت میں چھپ کر کرتا ہوں۔ اسے صاحب راز میں
تیرے ساتھ اس وقت تک کلام کرتا ہوں۔

آں دم را کہ نگفتم با خلیل
داں دم را کہ نداند جبرئیل
ہر وقت میں اپنے دوست کے گفتگو نہیں کرتا اور میں اس وقت کرتا
ہوں کہ جبرئیل بھی نہ جان سکے۔

آں دے کز دے مسیحا دم زند
حق نہ عزت نیز ناہی ہم نزد
جس وقت مسیحا اس کی طرف سے کسی کو پھونک مارتا ہے وہ اللہ
ہی کی طرف سے مارتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔

ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی
من نہ اثباتم منم بے ذات وی
لغت میں اثبات و نفی کیا ہے۔ میں نہ اثبات ہوں۔ میں اس کی
ذات کے بغیر کچھ نہیں ہوں۔

در بیکی در ناکی حق یافتم
بس کے در ناکی و بیکی در یافتم
میں نے بے کسی اور ناکی میں حق کو پایا۔ بہت سی دفعہ بیکی اور
ناکی سے میں نے علم حاصل کیا۔

عارف رومی نے کیا خوب فرمایا ہے

کفر گیرد کمال ملت شود
ہر چہ گیرد علتی علت شود

کفر اختیار کرتا ہے اور دین کی تکمیل کرتا ہے جو کوئی علت و سبب اختیار کرتا ہے وہی سبب اصل میں ہوتا ہے۔

عارف علما کا مرتبہ و مقام

جاننا چاہیے کہ کامل وہ شخص ہے جس کے تصرف میں کل وجہ ہو۔ پھر دو عالم پر اس کا قبضہ ہو۔ پس فقیر لایحتاج کامل ہوتا ہے۔ چنانچہ باتوفیق مرشد طالب اللہ کو طریقہ کی توجہ کے طے کرنے میں سر سے لے کر پاؤں تک پیٹ کر دل کی آنکھیں کھولتا ہے اور تحقیق کی آنکھوں سے معرفت فی الحقیقت فی اللہ کی توحید میں پہنچ کر طیر و سیر میں عارف باللہ بانظر سے بہ نسبت ہوا اور بجلی کے تیز دوڑتا ہے۔ دو عالم سے اس طرح گزر جاتا ہے کہ ہزاروں صاحب نظر دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ اور ایک پلک میں قرب اللہ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ علامہ عارف باللہ اور ولی اللہ یعنی اللہ کے دوستوں کے ہیں۔

لاذوال مراتب

جاننا چاہیے کہ فقیر روشن ضمیر اولوالامر کا دو عالم پر غالب آنا۔ اسم اللہ ذات کے تصور، تفکر اور توجہ کے سوا محال ہے۔ فقیر کے یہ مراتب وصال لازوال ہے۔ جو مرشد طالب کو نظر سے مست و دیوانہ کر دے جیسا کہ دیوانہ کتا کر دیتا ہے تو وہ ناقص و ناتمام ہے اور حضوری اللہ کی معرفت کے قرب سے بیگانہ ہے۔ اگرچہ دیوانہ طالب جو حق سے بیگانہ ہے، جان و مال صرف کر کے گھر کو دیران کر دے۔ تو پھر بھی

تیغ ۶۰ برہنہ

اس قسم کا تصرف سود مند نہیں ہوتا کیونکہ اسے معبودِ حقیقی کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔

گر مرشد سے جاہل بود شیطان مثال
اہل شیطان را نباشد حق وصال
جاہل مرشد شیطان کی مانند ہوتا ہے۔ شیطان اور اہل شیطان
کو وصال حق نہیں ہوتا۔

مرشد سے جاہل بود اہل از خبیث
بے خبر قرآن از نص و حدیث
بیوقوف مرشد قرآن و حدیث اور نص سے بے خبر اور خبیث
لوگوں میں سے ہے۔

مرشد جاہل بود شیطان مرید
مرشد عالم مثل باشد بایزید
بیوقوف مرشد شیطان کا مرید ہے جبکہ علم والا مرشد بایزید کی
مثل ہوتا ہے۔

حروف علم کا کمال

یاد رہے کہ علم تین حروف میں منقسم ہے :-

ع
ل
م
ع سے علم پڑھنا۔
ل سے لطف کرنا۔
م سے معرفت و رحمت تک رسائی حاصل کرنا۔

پس علم کے تینوں حروف سے علم، لطف، معرفت رحمت ہی شخص حاصل کرتا ہے جسے اسم اللہ اور اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتقاد و اعتماد ہو اور حقیقت جانے اور دونوں اسمائے مبارکہ کے آداب کو ملحوظ رکھے اور مرشد کے فرمان پر یقین کرے پھر اسم پاک کا نفع وجود میں ظاہر ہو گا۔ اور تاثیر بھی ہوگی اور رواں بھی ہو جائے گا اور ٹھہر جائے گا۔ پس جو شخص اسم اللہ ذات اور اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتقاد نہیں کرتا وہ رجعت میں پڑ کر مردود، مرتد اور زندیق ہو جاتا ہے۔

حصولِ قرب خداوندی

جاننا چاہیے کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ایک مبارک اسم ہے۔ جب تک کامل مرشد شب و روز طالب کی طرف متوجہ نہ ہو اور طالب ظاہر و باطن میں اسے حاضر و غائب نہ جانے اور دائمی طور پر نگاہ نہ کرے تب تک طالب خداوندی قرب خداوندی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ راہ معرفت کی اور قرب توحید کی استقامت سے ہے۔ اس لیے قرب مع اللہ میں پوری استقامت رکھنی پڑتی ہے اور فی سبیل اللہ یومِ آخرت تک ملامت اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ صرف بھاری بوجھ ہے۔ اللہ سبحانہ، لامکان کے راز ہیں۔ اور ایسی جماعت ہے جس میں زوال و پریشانی نہیں ہے صرف جباری و قہاری ہے۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَتَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ

فَابِينِ أَنْ يَحْمِلُنَهَا وَأَشْفَقِينَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ
كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔

ہم نے اپنی امانت زمین و آسمان اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی
پھر انہوں نے عاجز آکر انکار کر دیا لیکن انسان نے اسے اٹھایا
تحقیق وہ ظالم و جاہل تھا۔

پھر ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے :-

فَأَسْتَقِمُّ كَمَا أَمَرْتُ

جس طرح تجھے حکم کیا گیا اسی پر قائم رہ۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

اللہ کی اطاعت، اور رسول کی اطاعت اور وقت کے حاکم کی اطاعت کر۔

پس اطیعوا اللہ فقیر لوگ ہیں جو اطاعت کرنے والے ہیں اور اطیعوا الرسول بھی اطاعت
کرنے والے فقیر لوگ ہیں جو عالم باللہ ہیں۔ اور اُولی الْأَمْرِ مِنْكُمْ بھی فقیر لوگ ہیں جو
اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔

اسم اللہ ذات کے تصور سے یہ راہ قرب الہی تک پہنچاتی ہے۔ بہت سے

لوگ لافیں مار کر عاشق بنتے ہیں لیکن سچا عاشق ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے
جو جان قربان کرتا ہے۔

مقامات کی روشنی کا سبب

جاننا چاہیے کہ نفس ظاہری عبادت، ذکر و فکر و مراقبہ و مکاشفہ و کشف

و کرامات، ورود و وظائف اور تلاوت قرآن کو قبول کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک

صالح عمل کی وجہ سے ثواب ہے لیکن نفس اسم اللہ ذات کے تصور کو جو قرب مع اللہ اور معرفت وصال ہے قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اسم اللہ کا تصور نفس کے لیے موت اور اس کے قتل کے لیے تلوار کی مانند ہے۔ اس طریقہ میں تصور با توفیق تحقیق ہے۔ اسم اللہ ذات کی تحریر کی مشق ذات و صفات کے تمام مقامات کو روشن اور واضح کر دیتی ہے۔ جس مرشد کو اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے وہ جس مقام و منصب پر طالب کو پہنچانا چاہے پہنچا سکتا ہے۔

گنج بخش ہونا۔
جاننا چاہیے کہ ہر ایک طریق کا طالب مرید مجاہدہ ریاضت اور رنج کو پس اہل خزانہ و اہل رنج کی مجلس راست نہیں آتی۔ نیز ہر ایک طریقہ میں مذکور کا ذکر ہوتا ہے۔ لیکن طریقہ قادریہ میں قرب مع اللہ اور قرب حضور ہے اس لیے اہل مذکور اور اہل حضور کی مجلس بہتر نہیں رہتی۔

دشمن روح۔
جاننا چاہیے کہ نفس مقدس روح کا دشمن ہے جو معرفت خداوندی دشمن روح سے روشن ہو اور دنیائے ناپاک دین و اسلام کی دشمن ہے۔ ان تین اشخاص کا علاج تصور بالغفکر اور مشق وجودیہ ہے۔ وہ کونسی سلک سلوک ہے جو بے نصیب کو حضور سید العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمتہ والثناء کی مجلس عطا کر سکتا ہے۔ یہ وہی تصور ہے اور وہی فقر ہے اور یہی لایحتاج کے مراتب ہیں۔

گر گویم شرح شوق خود عیاں بیچ کس زندہ مانند در جہاں
اگر میں اپنے شوق کی تشریح ظاہر کروں تو اس کی تاب نہ لانے کے سبب
سے دنیا میں کوئی بھی زندہ نہ رہے۔

پس اللہ ہی اللہ ہے باقی سب خواہشات دنیوی ہے۔

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری (میردوالی)

حال فاروق آباد ضلع شیخوپورہ ۱۹۹۳ء

عنوانات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵	۲۳۔ ذکر کی تشریح	۱۷	۱۔ خطبہ مبارکہ
۲۵	۲۴۔ چودہ لطائف کا انکشاف	۱۸	۲۔ طریقہ قادری کی اہمیت
۲۶	۲۵۔ کلمہ گوئی کے طریقے	۲۲	۳۔ خام پیر کون؟
۲۷	۲۶۔ موت سے پہلے موت	۲۲	۴۔ حصول قوت کاراز
۲۸	۲۷۔ جنونیت کیا ہے؟	۲۶	۵۔ حقیقت گن کا منکشف ہونا
۲۹	۲۸۔ عارف شیخ کے مراتب	۲۶	۶۔ حقیقت کلام
۵۰	۲۹۔ حقیقت عارف	۲۷	۷۔ حقیقت استقامت
۵۱	۳۰۔ پوشیدہ خزانوں کا انکشاف	۲۹	۸۔ مرید اور طالب میں معنوی امتیاز
۵۲	۳۱۔ تصور اسم اللہ کا کمال	۳۰	۹۔ طالب عقیقی کی حقیقت
۵۳	۳۲۔ فضل و فیض فقیراں	۳۲	۱۰۔ مرشد کی یاد آوری
۵۴	۳۳۔ گواہانِ فقیر	۳۳	۱۱۔ توحید حقیقی کا انکشاف
۵۴	۳۴۔ اسم اللہ کی کنہ کی تلقین کرنا	۳۳	۱۲۔ شہباز کوہ قاف
۵۶	۳۵۔ اہل حجاب کون؟	۳۴	۱۳۔ اکتالیس جوہر کا انکشاف
۵۷	۳۶۔ چار مراتب کی تحقیق	۳۷	۱۴۔ نگاہِ قادریت کے اثرات
۶۰	۳۷۔ عارف علماء کا مرتبہ و مقام	۳۸	۱۵۔ مشاہدہ کا حصول
۶۰	۳۸۔ لازوال مراتب	۳۸	۱۶۔ قلبِ قادریت کی کیفیت
۶۱	۳۹۔ حروفِ علم کا کمال	۳۹	۱۷۔ مالک الملکی کون؟
۶۲	۴۰۔ حصولِ قربِ خداوندی	۳۹	۱۸۔ بادشاہی عطا کرنا
۶۳	۴۱۔ مقامات کی روشنی کا سبب	۴۰	۱۹۔ باطن کی حاضری
۶۳	۴۲۔ گنج بخش ہونا	۴۰	۲۰۔ حق و باطل میں تمیز کرنا
۶۳	۴۳۔ دشمنِ روح	۴۱	۲۱۔ اسم ذات باری تعالیٰ کی برکت
۶۴	۴۴۔ عنوانات	۴۳	۲۲۔ عارف کی علمی حیثیت

قمر سیالوی روڈ
گجرات
053-3526063
0300-9626100

فِی الْعِلْمِ
بِرِّ

